حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان

دیار عرب میں

اسفار و محاضرات اور خدمات و اثرات



از

علامہ ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی
بانی برکات رضا میموریل ٹرسٹ میرا روڈ ممبئی

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

/muftiakhtarrazakhan1011/
/muftiakhtarraza
+92 334 3247192

www.muftiakhtarrazakhan.com

تاج الشریعہ: دیارِ عرب میں

اسفار و محاضرات اور خدمات و اثرات

علامہ ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی
بانی برکات رضا میموریل ٹرسٹ، میرا روڈ ممبئی

ناشر:
دار النقی
تاج الشریعہ فاؤنڈیشن، کراچی، پاکستان
www.muftiakhtarrazakhan.com
+92 334 3247192

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آج سے پانچ برس پہلے خاکسار غلام جابر شمس نے ''تاج الشریعہ: فاتح عرب وعجم'' کے عنوان سے ایک کتاب تحریر کی تھی، جو چھپتے چھپتے رہ گئی۔ تا آں کہ حضور تاج الشریعہ کا سانحۂ ارتحال پیش آگیا۔ خیال آیا کہ اب شائع ہو جائے۔ جب کمپیوٹر کی طرف رجوع کیا، تو ہارڈ ڈسک خراب ہونے کی وجہ سے اس فائل کے ضائع ہونے کی خبر ملی۔ کلیجہ دھک سے رہ گیا اور نہایت افسوس ہوا۔ خیر مرضئ مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ غم وصال پر ملال سے جب ذرا دل دماغ ہلکا ہوا، تو پھر پلٹ کر اس طرف متوجہ ہوا۔ اب جو تحریر سامنے آئی، وہ کتاب 'تاج الشریعہ: ماہ وسال کے آئینے میں' کے نام سے ۶۴ ر صفحات پر مشتمل چھپ چھپا کر بموقع عرس چہلم بریلی شریف سے بمبئی تک تقسیم عام ہوئی۔ اس اجمالی اشاریہ نما حیات تاج الشریعہ کو قارئین وشائقین نے بے حد پسند کیا اور بعض باذوق حضرات نے فرمائش بھی کر ڈالی کہ اسی نہج پر اس اجمال کی تفصیل ہو جائے، تو کیا ہی خوب ہو۔

اپنی ذاتی دل چسپی اور ''خیال خاطر احباب چاہیے ہر دم'' کے پیش نظر اس طرف توجہ مبذول ہے اور کچھ کر گزرنے کا عمل جاری ہے۔ اس زیر ترتیب کتاب کا منہج وہی ہے، جو ''تاج الشریعہ: ماہ و سال کے آئینے میں'' کا ہے۔ یعنی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی عملی زندگی اور ان کی گوناگوں تاریخ ساز خدمات کو باعتبار سنہ عیسوی ہر برس کی کارگزاری سمیٹنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اس زیر ترتیب کتاب کا ایک باب درج بالا عنوان بھی ہے۔ جب سے ہوش سنبھالا، سنتا رہا کہ اعلیٰ حضرت اور مسلک اعلیٰ حضرت کو عرب ممالک میں مطعون اور البریلویۃ کے نام سے معنون کیا جارہا ہے اور ایسا ایک خطرناک سازش کے تحت کیا جارہا ہے۔ اس لیے بھی یہ عنوان اس خاکسار کے لیے کچھ زیادہ ہی دل چسپی کا باعث ہے۔ ہمارے علما ومشائخ سے جو کچھ ہو سکا، انہوں نے دفاع کیا۔ لیکن حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے، ان کی عربی کتابوں اور مقالات نے، ان کے متواتر دوروں اور دوروس

و دراسات نے، ان کے مکالمات و مذاکرات نے اور ان کی بافیض صحبتوں نے، جو کارنامہ سرانجام دیا، وہ اس تاریخ کا ایک انمٹ نقش حسین ہے۔ ذیل کی تحریر کا مطالعہ تناظر میں کیا جائے۔ یہ تحریر ابھی اساسی و متنی مواد پر ہی مشتمل ہے، ابھی اس میں بہت کچھ اضافہ کا امکان ہے۔ جس کی تکمیل کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

حضور تاج الشریعہ قدس سرہ کا پہلا سفر کسی عربی ملک کا اس وقت ہوا، جب آپ ۱۹۶۳ء میں جامع ازہر مصر تشریف لے گئے اور اسلامی دنیا کی سب سے بڑی درسگاہ 'جامع ازہر' مصر کے ''کلیۃ اصول الدین'' میں داخل ہوئے۔ افہام و تفہیم اور اظہار مافی الضمیر میں آپ کو کوئی دقت پیش نہیں آئی، بلکہ فصیح و بلیغ عربی اسلوب بیان میں گفتگو کر کے سب کو محو حیرت کر دیا۔ اساتذہ کا تاثر تھا کہ یہ تو ہندی عجمی لگتا ہی نہیں، جو باعثِ تعجب ہے۔ امام احمد رضا کے بارے میں عرب علما نے کہا تھا کہ 'یہ خلقتاً یعنی پیدائشی طور پر ہندی ہیں، مگر فطرتاً عربی ہیں'۔ تاج الشریعہ اسی ہندی خلقت اور عربی فطرت کے پرتو تھے۔ تاج الشریعہ کے دادا حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ حامد رضا خان قادری قدس سرہ کی بھی عربی دانی میں کچھ اپنے والد ماجد امام احمد رضا جیسی شان اور بانکپن تھا۔

۱۹۶۴ء میں پورے مصر میں اول پوزیشن حاصل کرنے پر اس وقت کے نوجوان عالم مولانا اختر رضا کو صدر مملکت مصر جمال عبد الناصر کے ہاتھوں ایوارڈ ملا۔ ۱۹۶۵ء میں ساٹھ برس کی عمر میں ۱۲ر جون کو والد ماجد کا وصال ہوا۔ جب کہ آپ جامع ازہر میں زیر تعلیم تھے۔ شدت غم اور شدید ماحول میں آپ نے ایک تعزیتی نظم لکھ کر اپنے بڑے بھائی ریحانِ ملت کو روانہ کی، جو درد و غم کی منہ بولتی داستان تھی۔ اس کے باوجود ۱۹۶۵ء میں ہی جامع ازہر کے سالانہ امتحان میں اعلیٰ و امتیازی نمبرات حاصل کر کے پورے مصر میں اول نمبر آئے۔ ممتحن کے علم کلام پر سوال کرنے پر ایسی شرح و بسط سے جواب دیا کہ اساتذہ و ممتحن حضرات ششدر رہ گئے۔ اس حصول نعمت پر یہاں برادر اکبر ریحانِ ملت مولانا شاہ ریحان رضا نے ماہنامہ 'اعلیٰ حضرت' ماہ ستمبر کے شمارے میں شاندار رپورٹ لکھ کر خدا کا شکر اور دلی مسرت کا اظہار کیا۔ امتیازی و اول نمبر آنے پر وطن مالوف بریلی میں خوشی کی لہر اور ماہنامہ 'اعلیٰ حضرت' بریلی کا ادارتی صفحہ مارے مسرت کے گونج اٹھا۔

۱۹۶۶ء میں تکمیل تعلیم کی۔ سارے امتحانات میں اول درجے سے کامیابی ملی اور جامعہ کے ارباب حل وعقد نے سند اور جامع ازہر ایوارڈ پیش کیا۔ بریلی شریف واپسی ہوئی، تو مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے نور افشاں و مسرت افزا جلو میں اہل خاندان، علمائے کرام، طلبائے منظر اسلام، احباب و متعلقین، معتقدین و مریدین نے بریلی اسٹیشن پر پرجوش استقبال کیا اور برادر اکبر ریحانِ ملت مولانا شاہ ریحان رضا نے ماہنامہ ' اعلیٰ حضرت' ماہ دسمبر کے شمارے میں خوب صورت کوائف نامہ لکھ کر شائع کیا۔

''۱۹۸۲ء میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے غالباً پہلی بار بغداد معلی، ملک عراق کا سفر فرمایا اور وہاں کے مشہور مقامات و زیارات کی دید و حاضری سے مشرف ہوئے۔ بغداد میں دربار غوث پاک، نجف اشرف میں حضرت شیر خدا مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور کربلائے معلی کی زیارت کی۔ جس کی روداد ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی، جو اس وقت خادم اور شریک سفر تھے، نے لکھی اور ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف میں شائع کیا۔ یہ شمارہ فی الوقت پیش نظر نہیں کہ کچھ تفصیل درج ہو سکے۔ اس طرف اشارہ خاکسار راقم غلام جابر شمس نے بھی یوں کیا تھا: 'عراق میں بغداد، نجف اشرف اور کربلائے معلی کی زیارت کی''۔ [تاج الشریعہ: ماہ و سال کے آئینے میں، مصنفہ غلام جابر شمس، طبع بمبئی بموقع عرس چہلم، ۲۰۱۸، ص: ۹]

ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی، جو پہلے خادم خاص کا فریضہ انجام دیتے تھے، سفر عراق کے متعلق ایک سنتوں بھرا عمل بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''مخدوم گرامی وقار حضرت علامہ اختر رضا خان صاحب قبلہ ازہری اور میں چوں کہ ہوٹلوں میں گوشت نہیں کھاتے تھے۔ اس لیے ہم دونوں نے سبزی والا کھانا الگ لگوالیا تھا۔ تاکہ میز پر کھانے سے بھی بچ جائیں گے اور الگ تھلگ سادہ کھانا کھالیں گے۔ کھانے میں ایک زبردست عالم دین مولانا ایوب صاحب بھی تھے۔ علامہ ازہری کے اس طریقہ سے کھانے سے بہت متاثر ہوئے اور کہا: 'الحمدللہ! آج بھی ایسے اللہ کے بندے ہیں، جو ہر کام میں سنت اور طریقہ اسلامی کا اتنا خیال رکھتے ہیں'۔ پاکستانی وفد بھی ہم لوگوں کو اس طرح کھاتے دیکھ رہا تھا لیکن کوئی کچھ بولا نہیں۔ کھانے سے فارغ ہو کر ہم پانچوں ساتھیوں نے نماز ظہر ادا کی اور صوفے پر کچھ دیر کے لیے لیٹ

گئے۔ادھر مولانا ایوب صاحب نے تصوف اور دیگر مسائل دقیقہ پر سوال کر لیے۔اب پاکستانی وفد اور اپنے ساتھ کے سب لوگ چپ۔میں تھوڑا سا دور کھڑا ہوا سن رہا تھا۔جب دیکھا کہ سب لوگ گونگے بن گئے ہیں، ہندوستانی اور پاکستانیوں کی بڑی بے عزتی ہوگئی،تو میں حضرت علامہ ازہری کو صورت حال سے آگاہ کرتے ہوئے انہیں اٹھالایا۔پھر انہوں نے ہر سوال کا عالمانہ جواب دیا۔ مولانا ایوب اچھل پڑے۔دیگر علما و مشائخ بھی بہت مسرور ہوئے اور سب نے حضرت کی دست بوسی کی اور بہت سراہا"۔[سالنامہ 'تجلیات رضا' بریلی کا 'جہان تاج الشریعہ نمبر ۲۰۱۸ء، ص:۵۸۰]

۱۹۸۳ء میں آپ نے حجاز اقدس کا سفر کیا اور پہلے حج و زیارت کی سعادت حاصل کی۔رب کریم کا کرم ہوا اور رسول رحمت کی عنایت ہوئی،تو اس کے دو برس بعد ۱۹۸۵ء میں آپ نے دوسرا حج کیا اور زیارت مدینہ منورہ سے اپنے آپ کو مشرف کیا۔قدرت کی نوازش زوروں پر تھی، ماشاءاللہ۔اس برس کے ماہ اپریل میں حضور تاج الشریعہ اور علامہ ارشد القادری علیہما الرحمہ نے ۲۱ر اپریل کو لندن کا سفر کیا اور 'حجاز کانفرنس' میں شرکت کی۔اس کانفرنس کی صدارت بھی تاج الشریعہ نے فرمائی۔تاج الشریعہ کا یہ صدارتی خطاب نایاب بی بی سی لندن سے نشر بھی ہوا تھا۔خیر: 'لندن سے حرمین شریفین حاضر ہو کر عمرہ کے مناسک ادا کر کے ار جون کو بریلی شریف مراجعت فرمائی'۔
[تاج الشریعہ: ماہ و سال کے آئینے میں، مصنفہ غلام جابر شمس، طبع بمبئی بموقع عرس چہلم، ۲۰۱۸، ص:۱۲]

۱۹۸۶ء میں آپ کو تیسرے حج کا موقع میسر آیا۔لیکن زیارت مدینہ منورہ سے محرومی رہی۔ یہ محرومی اس کے اگلے ہی برس ۱۹۸۷ء میں 'خیر کثیر' کا مژدۂ جانفزا لے آئی۔'خیر کثیر' یوں ثابت ہوئی کہ اگست کے مہینے میں یہ تیسرا حج تھا، جو مع اہل و عیال ادا کیا۔اس برس وہاں ایک ناگہانی بات پیش آئی کہ آپ کو بلا وجہ شرعی و قانونی پسِ دیوارِ زندان رکھا گیا اور پھر بغیر مدینہ پاک کی حاضری کے ہندوستان بھیج دیا گیا'۔[تاج الشریعہ: ماہ و سال کے آئینے میں، مصنفہ غلام جابر شمس، طبع بمبئی بموقع عرس چہلم، ۲۰۱۸، ص:۱۳]

بمبئی واپسی پر محمد علی روڈ، مینارہ مسجد کے پاس شاندار استقبال اور احتجاجی مظاہرہ ہوا۔بمبئی میں تاج الشریعہ نے جو بیان دیا تھا، ہفت روزہ 'اخبار نو' دہلی میں ۳ر تا ۹ر اکتوبر کو شائع ہوا'۔یہ احتجاجی

سلسلہ ہندو پاک سے پھیل کر مغربی ممالک تک پہنچ گیا۔ لندن میں ورلڈ اسلامک مشن کا وفد، جس میں جید و مقتدر علمائے اہل سنت شامل تھے، نے شاہ عبداللہ و سعودی شہزادوں اور سعودی حکومت کے اہل کاروں سے مل کر اصولی و قانونی احتجاج درج کرایا اور گفتگو کی۔ نتیجے میں سعودی شہزادگان و اہل کاران نے وفد کے مطالبات مان لیے۔ یہ وقوعہ ایک خاص پس منظر [نجدی شرارت] رکھتا ہے۔ لیکن مشیت ایزدی کچھ اور تھی۔ حکومت سعودیہ کو گھٹنے ٹیکنے پڑے اور خصوصی ویزا دے کر دوبارہ بلانا پڑا۔ یہ تفصیلات آپ کی کتاب 'سعودی مظالم کی کہانی، اختر کی زبانی' میں موجود و مطبوع ہیں۔ [تاج الشریعہ: ماہ و سال کے آئینے میں، مصنفہ غلام جابر شمس، طبع بمبئی بموقع عرس چہلم، ۲۰۱۸، ص: ۱۳]

۱۷/ فروری ۱۹۸۷ء کو آپ نے جھریا، دھنباد، بہار کا دورہ کیا۔ سعودی ظلم و بربریت کی ٹیس اور دیار مدینہ منورہ حاضر نہ ہونے کی ہوک آپ کے دل بے تاب میں رہ رہ کر اٹھتی تھی، جھریا کے جلسے میں کسی نعت خواں نے جب جمال یار کا نغمہ چھیڑا، تو آپ آب دیدہ ہو گئے۔ اسی منبر رسول پر آپ کی نوک زبان و قلم سے وہ مشہور درد بھری نعت وجود پذیر ہوئی، جس کا مطلع و مقطع یہ ہے:

داغِ فرقتِ طیبہ قلب مضمحل جاتا   کاش! گنبد خضرا دیکھنے کو مل جاتا

ان کے در پہ اختؔر کی حسرتیں ہوئیں پوری   سائل در اقدس کیسے منفعل جاتا

ماہ مئی ۱۹۸۷ء میں میں دنیا بھر کے متعدد ممالک میں ان سلسلے وار احتجاجوں اور مظاہروں کا اثر یہ سامنے آیا کہ سعودی سفیر برائے ہند دہلی فواد صادق مفتی نے معافی چاہی اور سعودی حکومت نے خاص ویزا دے کر آپ کو عمرہ ادا کرنے کی دعوت دی۔ دہلی میں قائم سعودی سفارت خانہ اور وہاں جدہ و مدینہ منورہ میں حکومتی کارندوں نے خاص اہتمام اور خیر مقدم بھی کیا۔ گیارہ روزہ اس سفر خاص میں عمرہ ادا کیا اور مقامات مقدسہ کی زیارت کی'۔ [تاج الشریعہ: ماہ و سال کے آئینے میں، مصنفہ غلام جابر شمس، طبع بمبئی، بموقع عرس چہلم، ۲۰۱۸، ص: ۱۴]

اس خصوصی سفر کا دورانیہ ۱۶/ روزہ تھا۔ پچھلے سال کی گیارہ روزہ اسیری و محبوسی اور اس سال کے اس سولہ روزہ قیام و اہتمام نے حرمین شریفین میں آپ کا ایک خاص فاتحانہ تعارف پیش کر دیا۔ سعودی حکام اور سخت گیر نجدی علما کی نازیبا حرکتوں اور بے جا تدبیروں پر بانسوں پانی پھر گیا۔ اس

موقع سے سعودی حکام اور شہزادوں نے مجبور ہو کر جو بیان صفائی جاری کیا تھا، یہ تھا:

''حرمین شریفین میں ہر مسلک و مذاہب کے لوگ اب آزادانہ اپنے طور طریقوں سے عبادت کریں گے۔ 'کنز الایمان' پر پابندی میرے حکم سے نہیں لگائی گئی ہے۔ مجھے اس کا علم بھی نہیں ہے۔ اب میلاد کی محافل آزادانہ طریقوں پر ہوں گی۔ کسی پر مسلط نہیں کیا جائے گا۔ سنی حجاج کرام کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہوگی'۔ [روزنامہ 'الاہرام' قاہرہ [مصر] مجریہ ۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء، روزنامہ 'جنگ' لندن، ۳؍مارچ ۱۹۸۷ء/ ۱۴۰۷ھ]

حضرت مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی، مدیر ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف اس قضیہ پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں: ''تاج الشریعہ کے تصلب اور استقامت علی الدین کا ایک مشہور واقعہ اس وقت معرض وجود میں آیا، جب آپ ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء میں تیسرے حج کے لیے تشریف لے گئے۔ اس دوران آپ اپنے رفقا کے ساتھ نمازیں الگ پڑھ رہے تھے اور دیگر سنی حجاج کرام بھی الگ نمازیں پڑھنے کی تلقین کر رہے تھے۔ بایں سبب سعودی حکومت نے آپ کو گرفتار کر لیا۔ جیل میں وہابی ائمہ کے پیچھے نماز کے عدم جواز پر حکومت کے زرخرید علما سے آپ کا مباحثہ اور مناظرہ ہوا۔ جس میں آپ نے اپنے مبرہن و مدلل جواب سے سعودی علما کو لا جواب کر دیا۔ اس موقع پر حکومت نے آپ کو بزور طاقت بھی اپنا موقف بدلنے پر مجبور کرنا چاہا، مگر اس مرد حق پرست کی جرأت و ہمت کو سلام کہ حکومت کا کوئی بھی حربہ آپ کے پایہ استقلال کو ڈگمگا نہ سکا'' [ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ' ۲۰۱۸ء، ص: ۴۰]

اسی سلسلے میں مولانا محمد عبد الحلیم رضوی، ہبلی، کرناٹک لکھتے ہیں:

'۱۹۸۶ء میں حقیر بھی حج و زیارت کے لیے گیا تھا۔ دوپہر کا وقت شدت کی گرمی تھی۔ طواف زیارت کے لیے پہنچا تھا۔ مسجد حرام کے باہر حضور پرنور ماحی فسق و فجور مرشد برحق تاجدار اہل سنن فرزند مفسر اعظم ہند تاج الشریعہ بدر الطریقہ کا حسین و خوب صورت چہرہ دور سے نظر آیا۔ دیکھ کر شک ہوا کہ کوئی مصری یا ترکی شیخ ہوں گے۔ قریب ہوا۔ سلام عقیدت و محبت پیش کیا۔ سرخ گلاب کی پنکھڑی جیسے ہونٹ، جنبش ہوئی۔ سلام کا جواب سن کر دل باغ باغ ہوا۔ بڑی جرأت و ہمت کر کے

پوچھا: 'حضور کا معلم نمبر اور خیمہ نمبر کیا ہے۔عنایت فرمائیں'۔خیمہ نمبر حاصل کر کے دوسرے دن مقام منیٰ میں خیمے پر جا پہنچا۔میرے ساتھ چند مرد حضرات اور معمر عورتیں بھی تھیں۔مردوں کو تو آمنے سامنے بیعت فرمایا۔مگر عورتوں کے لیے اس چھوٹے سے خیمے کے اندر درمیان میں ایک پردہ لٹکائے ہوئے تھے۔پردے کے پیچھے آپ کی اہلیہ پیرانی اماں بیٹھی تھیں۔حضور تاج الشریعہ پیرانی اماں سے مخاطب ہو کر کلمہ طیبہ، توبہ، استغفار پڑھاتے اور مرید ہونے والی عورتیں پیرانی اماں کی آواز پر بالکل پست آواز سے پڑھتیں۔تاکہ یہ آواز تاج الشریعہ کے کانوں تک نہ پہنچے۔ایسا کمال احتیاط، جس کی مثال نہیں ملتی'۔[سالنامہ 'تجلیات رضا' بریلی کا 'جہان تاج الشریعہ نمبر ۲۰۱۸ء، ص:۵۷۸،۵۷۹]

اسی تعلق سے ایک بیان یہ بھی ہے۔مولانا محمد عبد الحلیم رضوی، ہبلی، کرناٹک آگے لکھتے ہیں:

'۳۱/اگست ۱۹۸۶ء کو رات کے ۳/بجے مکہ مکرمہ میں آپ کی قیام گاہ سے آپ کو سعودی حکومت نے گرفتار کر کے آپ سے بے جا سوالات کیے۔آپ نے جمعہ کہاں پڑھا؟۔جواب تھا۔'میں مسافر ہوں اور مسافر پر جمعہ کی نماز فرض نہیں۔ظہر قیام گاہ پر پڑھ لی'۔آپ حرم شریف میں باجماعت نماز کیوں نہیں پڑھتے؟۔جواب تھا: 'آپ لوگ حنبلی ہو اور ہم حنفی۔غیر حنفی امام اگر حنفی مقتدی کی اقتدا کرے، تو حنفی مقتدی کی نماز صحیح نہیں ہوگی۔اس لیے میں نماز علیحدہ پڑھتا ہوں'۔اس طرح کے اور بھی بے جا سوالات تھے۔ہر سوال کا مسکت جواب اور معقول جواب، سعودی حکمراں ہکا بکا رہ گئے اور ۱۱/دن تک آپ کو جیل میں رکھا گیا۔ادھر دنیائے سنیت میں ہل چل مچی ہوئی تھی۔دنیا کے بیشتر ممالک جلسہ وجلوس کی شکل میں احتجاج کر رہے تھے۔بالآخر حکومت سعودی نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور حضور تاج الشریعہ کو دوبارہ بلا کر مدینہ طیبہ کی زیارت کرائی'۔[سالنامہ 'تجلیات رضا' بریلی کا 'جہان تاج الشریعہ نمبر ۲۰۱۸ء، ص:۵۷۹]

حضرت مولانا نصار احمد مصباحی، دار العلوم معینیہ رضویہ منماڑ، بحوالہ 'حیات تاج الشریعہ، ص: ۴۶'، لکھتے ہیں:

''کبھی کبھی عمل سے زیادہ رد عمل کارگر ثابت ہو جاتا ہے۔حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان

ازہری علیہ الرحمہ کی اسیری اور سعودی مظالم کے مذکورہ واقعہ کا بھی کچھ ایسا ہی اثر دیکھنے میں آیا۔ پوری دنیا میں بین الاقوامی مظاہرے ہوئے۔ ورلڈ اسلامک مشن لندن، رضا اکیڈمی بمبئی، سنی جمعیۃ العلما بمبئی، جمعیت علمائے پاکستان سمیت سبھی سنی تحریکوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔اس کا یہ اثر ہوا کہ ۲۱؍مئی ۱۹۸۷ء کو سعودی سفارت خانہ [دہلی] سے فون آیا اور ایک ماہ کی خصوصی زیارت کے لیے ویزا کا اعلان کیا گیا۔ [ماہنامہ'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ' ۲۰۱۸ء، ص: ۸۲۲]

مولانا محمد مجاہد حسین حبیبی کلکتہ، بحوالہ 'مفتی اعظم ہند اور ان کے خلفا' لکھتے ہیں:

''جب جانشین مفتی اعظم علامہ محمد اختر رضا خان ازہری قادری بریلوی دامت برکاتہم القدسیہ ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۸ء میں حج و زیارت [غالباً صرف عمرہ] کے لیے تشریف لے گئے، تو علامہ سید محمد علوی مالکی نے اپنی تصنیف کردہ کتابیں عنایت فرمائیں اور بہت ہی قدر و منزلت کی نظر سے دیکھا۔ امام احمد رضا قادری بریلوی کے پوتے ہونے کی حیثیت سے اور حضور مفتی اعظم قدس سرہ کے جانشین کی وجہ سے بہت عزت افزائی فرمائی اور دعائیہ کلمات سے نوازا'۔ [سالنامہ 'تجلیات رضا' بریلی کا 'جہان تاج الشریعہ نمبر ۲۰۱۸ء، ص:۱۱۱]

۱۹۹۴ء میں تاج الشریعہ نے حرمین شریفین کا سفر کر کے عمرہ کرنے کی سعادت پائی اور علمائے حجاز اقدس سے ملاقات و تبادلہ خیال کیا اور جگہ جگہ محفل میلاد مبارک مجلسوں میں شرکت کی۔ اس عمرے کی کچھ خاص باتیں یہ ہیں:

'رمضان مبارک کے مہینے میں عمرہ ادا کیا۔ساتھ میں جناب عبد الغفار رضوی عرف 'بابو بھائی' اور جناب محمد سعید نوری صاحب بھی تھے۔اسی موقع پر تاج الشریعہ نے سعید نوری صاحب کو خلافت عطا فرمائی۔خلیفۂ اعلیٰ حضرت حضرت علامہ شاہ محمد ضیاء الدین قادری رضوی مہاجر مدنی علیہ الرحمہ کے صاحب زادے حضرت مولانا محمد فضل الرحمہ کے مکان میں برپا 'محفل میلاد پاک' میں شرکت کی، جہاں آپ کی ملاقات پاکستان سے آئے ماہر رضویات اور سعادت لوح و قلم پروفیسر محمد مسعود احمد علیہ الرحمہ سے ہوئی'۔ [تاج الشریعہ: ماہ و سال کے آئینے میں، مصنفہ غلام جابر شمس، طبع بمبئی بموقع عرس چہلم، ۲۰۱۸، ص:۱۹]

حضرت مولانا محمد عظیم رضا مرکزی، استاذ جامعۃ الرضا بریلی شریف لکھتے ہیں:

''جناب سید یوسف رضوی صاحب [دبئی] نے، جوکہ نیک سیرت اور پابند صوم وصلوٰۃ ہیں، مجھ راقم الحروف سے قیام دبئی کے دوران حضور تاج الشریعہ رحمۃ علیہ کے کشف کا ایک واقعہ یوں سنایا۔ ۱۹۹۸ء میں ایک موقع پر ماہ رمضان مبارک میں حضور تاج الشریعہ جدہ تشریف لائے۔اس وقت میں جدہ میں رہتا تھا۔حضرت نے میرے غریب خانے پر قیام فرمایا۔دوران قیام کچھ لوگ زیارت وبیعت کے لیے حاضر ہوئے۔بیعت کے بعد ایک شخص یہ کہہ کر رونے لگا کہ: 'اب آپ سے ملاقات ہوگی کہ نہیں'۔حضرت نے اس کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا: 'میں ابھی ۲۰ر سال کہیں نہیں جاتا'۔سید صاحب کا بیان ہے کہ: 'الحمد للہ مرشد گرامی علیہ الرحمہ کا قول حق ثابت ہوا۔آپ نے ٹھیک ۲۰ر سال بعد پردہ فرمایا، سبحان اللہ'۔ [ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ' ۲۰۱۸ء، ص: ۲۳۳]

۲۰۰۲ء میں تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے بغداد مقدس، عراق کا دوسرا دورہ کیا۔اس سفر کا خلاصہ راقم غلام جابر شمس نے یوں پیش کیا:

''عراق کا چارروزہ دورہ فرمایا۔شیر خدا علی مرتضیٰ حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ ناز میں غلامانہ حاضری دی۔وہاں آپ نے اپنی لکھی ہوئی عربی منقبت ترنم سے پڑھی۔جس سے دوسرے، خصوصاً عرب حاضرین وزائرین حد درجہ محظوظ ومتاثر ہوئے۔سرکار بغداد حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانے پہ حاضری دی۔ایک دفعہ صحن آستانہ میں باجماعت نماز بھی ادا کی۔بغداد معلی کے علما و شیوخ سے ملاقتیں ہوئیں۔جامعہ صدام کے وائس چانسلر ڈاکٹر مجید السعید، شعبۂ عقیدہ کے صدر و رئیس ڈاکٹر بشار الفیفی، شعبۂ لغت وعلوم قرآن کے استاذ ڈاکٹر محمد احمد شخاوہ ودیگر اہل علم سے فصیح عربی میں گفتگو فرمائی۔ان شیوخ واساتذہ کی فرمائش پر اپنی تحریر کردہ عربی نظم ونعت بھی پڑھی۔سن کر علما و شیوخ کا تاثر تھا کہ 'یہ تو عرب شعرا سے بھی عمدہ کلام ہے'۔

موصل میں آباد 'زاویہ قادریہ' کے ولی عہد شیخ بشار محمد امین الفیفی صاحب نے موصل تشریف آوری کی دعوت بھی دی، مگر قلت وقت نے یہ موقع نہ دیا۔ یہاں ایک خاص بات قابل ذکر ہے کہ وہاں بھی تاج الشریعہ نے ٹائی استعمال کرنے والے کو مسئلہ بتایا اور کھل کر شرعی حکم کا اظہار کیا۔

تاج الشریعہ کا یہ دورہ چار دن کا تھا۔ چالیس افراد قافلے میں شریک تھے۔ الخالد ٹور بمبئی سے یہ سفر ہوا۔ تاج الشریعہ کی اہلیہ محترمہ اور صاحب زادہ علامہ محمد عسجد رضا صاحب کے علاوہ ٹور کے پروپرائٹر جناب محمد یوسف صاحب، مرید خاص الحاج فاروق سوداگر درویش صاحب اور جدہ سعودی عرب، پاکستان اور افریقہ کے مریدین واحباب شریک سفر تھے۔ [تاج الشریعہ: ماہ وسال کے آئینے میں، مصنفہ غلام جابر شمس، طبع بمبئی، بموقع عرس چہلم، ۲۰۱۸، ص: ۲۸]

حضرت مولانا انیس عالم سیوانی صاحب اس وقت وہاں جامعہ صدام میں زیر تعلیم تھے۔ آنکھوں دیکھے احوال اور مشاہدات کے بارے میں لکھتے ہیں:

''حضرت نے ارشاد فرمایا کہ وقت ہوتا، تو یہاں کے علما سے ملاقات کرتا اور ان کے نظریات کو جاننے کی کوشش کرتا کہ ان کے خیالات کیا ہیں'۔ اتنا سننا تھا کہ میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ صرف ایک دن کا وقت تھا۔ میں نے حضرت سے عرض کیا کہ حضور! میں علمائے عراق سے ملاقات کراتا ہوں۔ میں نے فوراً اپنے کرم فرما دوست مولانا ابوساریہ صاحب سے رابطہ کیا اور انہیں بتایا۔ مولانا فوراً وہاں کے چند مشائخ سے بات کی۔ ادھر ٹور کے مالک یوسف بھائی اور حضرت کے مرید فاروق درویش نے جامعہ صدام علوم اسلامیہ بغداد کے چانسلر ڈاکٹر محمد مجید السعید سے بات کی۔ انہیں جب اطلاع ملی کہ ہندوستان کے سب سے بڑے مذہبی قائد اور رہنما نبیرۂ اعلیٰ حضرت حضور ازہری میاں آئے ہوئے ہیں، تو انہوں نے فوراً دعوت کا اہتمام کیا۔

لیکن جب حضور تاج الشریعہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ چانسلر صاحب کی دعوت کسی بڑے ہوٹل میں ہوگی، تو آپ نے اس وجہ سے منع کر دیا کہ وہاں میز کرسی پر کھانے کا انتظام ہوگا اور میں دستر خوان پر کھاتا ہوں۔ رئیس جامعہ صدام کی اس سے پہلے بھی ملاقات پاکستان میں ہو چکی تھی۔ اس لیے وہ آپ کے بارے میں کسی قدر واقف تھے کہ آپ کا کوئی عمل اسلامی طریقے کے خلاف نہیں ہوتا ہے۔ فوراً انہوں نے کہ شیخ جہاں پسند کریں گے، وہیں ملاقات کے لیے آجاؤں گا۔ ایسا ہی ہوا۔ حضرت کے ساتھ ہم چند لوگ دن کے ۱۲/ بجے غوث پاک رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضری دینے کے لیے پہنچے۔ ہم سب لوگ فاتحہ پڑھ رہے تھے کہ نماز ظہر کا وقت ہوگیا۔ اذان ہوئی۔ معمول یہ تھا کہ اذان

کے وقت دربار شریف کا دروازہ بند کر دیا جاتا تھا۔حضرت مزار شریف کے اندر تھے۔اذان ہوگئی۔

ایک بڑی مشکل یہ پیش آئی کہ جامع غوث اعظم کے امام شیخ بکر شافعی المسلک اور ان کی ڈاڑھی ایک مشت سے کم تھی۔وہ پارلیامنٹ کے ممبر اور حکومت کے قریبی لوگوں میں ہونے کے ساتھ ساتھ مزاجاً سخت تھے۔اگر کسی سے ناراض ہوتے،تو اس کے خلاف اپنے اختیارات کے استعمال سے دریغ نہیں کرتے تھے۔امام صاحب کے احوال اور حضور تاج الشریعہ کے تصلب کے پیش نظر ہم ڈرے کہ معلوم نہیں،امام صاحب کیا برتاؤ کریں۔اذان ہوگئی۔جماعت کا وقت بھی ہوگیا۔جماعت کھڑی ہوگئی اور حضور تاج الشریعہ دربار شریف کے اندر ہی رہے۔غوث پاک کا کرم ہوا۔امام صاحب اور ان کے کسی آدمی نے کوئی مواخذہ نہیں کیا۔جب جماعت ختم ہوگئی،تو تاج الشریعہ دربار شریف سے باہر آئے اور مسجد کے برآمدے میں اپنی جماعت قائم کی۔جماعت ختم ہو چکی تھی۔ابھی ہم سنتیں پڑھ رہے تھے کہ اتنے میں مولانا ابوساریہ صاحب آئے اور مجھے بلا کر کہا کہ حضرت کو اطلاع کر دیجیے کہ رئیس الجامعہ بنفس نفیس تشریف لا چکے ہیں۔دربار غوثیہ کے باہر گیٹ پر کھڑے ہیں حضور کے انتظار میں۔حضرت نے جوں ہی سلام پھیرا،میں حضرت کو مطلع کیا۔حضرت دعا سے فراغت کے بعد فوراً باہر تشریف لائے۔میں حضرت کے پیچھے چل رہا تھا۔باہر آ کر دیکھا،تو عجیب منظر تھا۔رئیس الجامعہ جیسا باوقار اور بااثر شخص خود ڈرائیونگ کر کے آیا اور باہر منتظر ہے۔جیسے ہی تاج الشریعہ پر نظر پڑی،بڑی تیزی سے عام لوگوں کی طرح بڑھے۔مصافحہ و معانقہ کیا۔جلدی میں گاڑی کی چابی بھی لگی رہ گئی۔جس کی وجہ سے گاڑی کا آٹو میٹک ہارن بہت تیز تیز بجنے لگا۔فوراً رئیس الجامعہ گاڑی کی طرف لپکے۔اس وقت عجیب حالت تھی۔رئیس الجامعہ ایک عام آدمی کی طرح کبھی یہ بٹن دبائیں،کبھی وہ بٹن دبائیں۔

اخیر میں جب چابی نکالی،تب ہارن بجنا بند ہوا۔رئیس الجامعہ قدرے نادم ہوئے اس واقعہ سے اور 'عفواً' کہہ کر معذرت پیش کی۔پھر کچھ استقبالیہ اور خیر مقدمی کلمات کے بعد رئیس الجامعہ نے حضور تاج الشریعہ کو اپنی گاڑی میں بیٹھایا اور خود چلا کر'شیراٹون ہوٹل'لائے،جہاں تاج الشریعہ ٹھہرے ہوئے تھے اور آپ کے رفقائے ہوٹل کے گراؤنڈ فلور پہ ہال کمرے میں تاج الشریعہ،

رئیس الجامعہ [چانسلر] ، دکتور بشار الفیفی رئیس قسم العقیدہ جامعہ صدام علوم اسلامیہ، دکتور محمد احمد شخاوہ استاذ کلیۃ اللغۃ وعلوم القرآن جامعہ صدام علوم اسلامیہ، مولانا ابوساریہ علیمی ،مولانا انوار احمد علیمی اور بمبئی کے ایک رئیس فاروق درویش بیٹھے ۔مولانا ابوساریہ علیمی نے نہایت نپے تلے اور مؤدبانہ انداز میں حضور تاج الشریعہ کا تعارف عربی زبان میں کرایا۔آپ نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی نسبت کے ساتھ آپ کی علمی اور دعوتی حیثیت کو اجاگر کیا۔

پھر باتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔تقریباً ایک گھنٹہ تک یہ سلسلہ چلا۔عربی زبان میں بالمشافہ گفتگو ہوتی رہی ۔رئیس الجامعہ اور دیگر اساتذہ اس لحاظ سے کافی محظوظ ومسرور ہوئے کہ پہلا کوئی ہندوستانی عالم ان سے ان کی زبان میں گفتگو کر رہا تھا اور ان کی باتوں کا جواب دے رہا تھا۔ورنہ ہندو پاک سے جتنے بھی علما ومشائخ جاتے ہیں، زیادہ تر لوگ اپنا سفر زیارات تک محدود رکھتے ہیں۔اس لیے کہ وہ عربی جانتے ہوئے بھی عربوں سے بات نہیں کر پاتے اور اگر کبھی ضرورت پڑی ،تو ہندوستانی طلبہ ترجمانی کرتے ۔رئیس الجامعہ وغیرہ کے اصرار پر حضور تاج الشریعہ نے اپنے عربی اشعار سنائے ۔عراقی علما شیخ ازہری یا شیخ ہندی سے آپ کو یاد فرماتے ۔اسی مجلس میں ازہری پر بات چلی،تو تاج الشریعہ نے فرمایا کہ:'لاافتخر علی الازھری، بل افتخر علی القادری' ۔مجھے ازہری ہونے پر فخر نہیں ہے۔بلکہ میں فخر کرتا ہوں قادری ہونے پر۔

اسی موقع پر شمالی عراق کے مشہور شہر موصل، خانقاہ قادریہ کے ولی عہد شیخ بشار محمد امین الفیفی نے حضور تاج الشریعہ کو اپنی خانقاہ کے لیے مدعو کیا۔لیکن تاج الشریعہ نے قلت وقت کے سبب معذرت فرمایا اور فرمایا کہ:' آئندہ میں وقت لے کر آؤں گا،تو آپ حضرات سے عقائد وفقہ اور تصوف پر تفصیلی گفتگو کروں گا'۔مجلس کے اختتام پر جب چلنے لگے،تو رئیس الجامعہ نے حضور تاج الشریعہ سے دعا کے لیے کہا۔تاج الشریعہ نے دعا فرمائی۔بعد سلام ومصافحہ کے مجلس برخاست ہوئی۔

'مکتب الاعلام' میں ایک دن میں دکتور محمد احمد شخاوہ سے ملاقات کے لیے گیا۔سلام اور خیریت طرفین کے بعد کہنے لگے کہ شیخ ازہری کی عمر کیا ہوگی۔میں نے کہا۔تقریباً ساٹھ سال۔تعجب کرنے لگے۔کہا کہ میں تو ان کے چہرے کو دیکھ کر نوے سال کا سمجھ رہا تھا۔پھر خود ہی تاج

الشریعہ کی عربی دانی کی تعریف کرنے لگے اور کہا کہ: 'شیخ ازہری کے اشعار بعض شعرا ئے عرب سے اچھے ہیں۔ اسی مجلس میں آپ نے کہا کہ کیا پورا ہندوستان امام موصوف کی تعریف کرتا ہے اور ان کے نام پر دل کھول کر خرچ کرتا ہے۔' میں نے جواباً عرض کیا: 'استاذ! اہل ہند امام احمد رضا سے بے پناہ محبت کرتے ہیں۔ اس لیے کہ امام نے اہل ہند کو بدعقیدگی سے بچایا ہے۔ اس لیے لوگ جان و دل ان پر نثار کرتے ہیں'۔

حضور تاج الشریعہ نے شیر خدا مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے مزار مبارک پر ترنم میں عربی قصیدہ پڑھا تھا۔ جسے 'ابورند' نامی ایک عراقی نے ریکارڈ کیا تھا۔ جب وہ ملتا، تاج الشریعہ سے اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار کرتا۔ حضور تاج الشریعہ کا سفر بغداد چار دنوں پر مشتمل تھا۔ وقت بہت کم تھا۔ آپ کے ساتھ چالیس لوگ تھے۔ کچھ کراچی سے، کچھ جدہ سے، کچھ افریقہ اور انڈیا کے بمبئی وگجرات کے لوگ تھے۔ جدہ سے طارق حسن، افریقہ سے عسکری اور انڈیا سے فاروق درویش صاحبان کے نام یاد رہ گئے ہیں۔ بغداد شریف میں تاج الشریعہ کی بے نیازی دیکھی کہ فاروق درویش جیسے ارب پتی اور یوسف بھائی ٹور والے کو بھی احکام شرع بتانے میں گریز نہیں کیا، بلکہ پوری سختی کے ساتھ اظہار حق کیا۔ فاروق درویش صاحب نے چاہا کہ بغداد شریف کے کچھ علما کی تاج الشریعہ سے ملاقات ہو جائے، تاکہ رابطہ کی صورت پیدا ہو۔

تاج الشریعہ نے یوسف بھائی کو بلا کر پوچھا کہ جو لوگ ملنے آرہے ہیں، وہ لوگ ٹائی والے تو نہیں ہیں۔ یوسف بھائی نے کہا کہ حضرت یہاں تو عام رواج ہے ٹائی کا، کیسے منع کیا جائے گا۔ اتنا سننا تھا کہ اس قدر برہم ہوئے کہ پورا ہال گونج اٹھا۔ اتنے میں بھاگتے ہوئے فاروق درویش آئے۔ حضرت نے دریافت کیا۔ درویش! یہ تم نے کیا کیا۔ درویش صاحب پھٹکار سن چکے تھے۔ فوراً بولے۔ نہیں، حضور! وہ لوگ ٹائی لگا کر نہیں آئیں گے۔ جو لوگ بھی ملیں گے، سب بغیر ٹائی کے ہوں گے۔ تاج الشریعہ کی کن کن باتوں کا تذکرہ کروں۔ اس سفر میں تاج الشریعہ، مخدومہ اہلیہ صاحبہ، صاحب زادہ گرامی مرتبت عسجد میاں صاحب بھی شریک سفر تھے'۔ [تجلیات تاج الشریعہ، مرتبہ مولانا شاہد القادری، طبع بمبئی، ۲۰۰۹ء، ص: ۵۷۱ تا ۵۷۳]

ماہ اگست ۲۰۰۸ء میں حضور تاج الشریعہ نے دمشق، ملک شام کا چار روزہ علمی و دعوتی دورہ فرمایا۔ راقم غلام جابر شمس نے اس کا اجمال بموقع عرس چہلم تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کچھ اس طرح پیش کیا:

'۲۲ر تا ۲۶ر اگست، دمشق، شام کا چار روزہ تفصیلی دورہ کیا۔ اس سفر کی ایک مختصر رپورٹ اردو میں مولانا محمد ثاقب اختر صاحب نے لکھی ہے اور اس کا انگلش ترجمہ حضرت مولانا کلیم رضا قادری نے کیا ہے، جو ساؤتھ افریقہ سے شائع ہوا ہے'۔ [تاج الشریعہ: ماہ و سال کے آئینے میں، مصنفہ غلام جابر شمس، طبع بمبئی بموقع عرس چہلم، ۲۰۱۸ء، ص: ۳۲]

حضرت مولانا محمد کلیم قادری صاحب، بولٹن انگلینڈ، جو اس وقت وہاں زیر تعلیم تھے، چشم دید حالات لکھتے ہیں:

'۲۲ر اگست ۲۰۰۸ء کو حضور تاج الشریعہ وارث علوم رضا شیخ الاسلام مفتی محمد اختر رضا خان القادری الازہری دامت برکاتہم القدسیہ عاصمۃ الشام دمشق کی مبارک سرزمین پر رونق افروز ہوئے۔ بلاد شام سید الثقلین آقائے کل ختم الرسل کی دعائے برکت سے فیض یاب ہیں اور خصوصاً دمشق پر انداز کرم کچھ انوکھا ہے۔ اسی کے متعلق 'ما ینطق عن الھوی' کی حامل زبان فیض ترجمان سے ارشاد ہوا: **'ستفتح علیکم الشام فاذا خیرتم المنازل فعلیکم بمدینۃ یقال لھا دمشق فانھا معقل المسلمین فی الملاحم و فسطاطھا منھا بارض یقال لھا الغوطۃ'۔**

حضور تاج الشریعہ یہاں کے وقت کے مطابق تقریباً ساڑھے نو بجے صبح ایئر پورٹ کے خصوصی گیٹ سے اپنے بعض مریدین کے ساتھ تشریف لائے۔ جہاں آپ کا پرتپاک استقبال کیا گیا۔ یہاں سے آپ 'شارع مطار' پر واقع 'ولاۃ الامراء' کی طرف روانہ ہوئے، جہاں آپ نے چار روز قیام فرمایا۔ پہلے روز علمائے شام کے اعزاز میں آپ کی طرف سے عشائیہ دیا گیا۔ جس میں علمائے کرام بڑی تعداد موجود تھی۔ علمائے کرام کی اتنی بڑی تعداد یہاں کسی محفل میں خال خال ہی نظر آتی ہے۔ شرکاء میں شام کے مشہور بزرگ ہستی فعال عالم دین الشیخ ہشام الدین البرہانی، جلیل القدر عالم دین پیکر استقامت الشیخ عبدالہادی الخرسہ، مفتی دمشق الشیخ عبدالفتاح البزم، معہد

التہذیب کے مدیر وخطیب دمشق الشیخ السید عبدالعزیز الخطیب الحسنی، رکن مجلس الشعب اور معہد ابو النور کے شعبہ تخصص کے مدیر الدکتور عبدالسلام راجع اور وہیں کے شعبہ الدراسات العلیا کے مدیر الدکتور سلیمان وہبی بھی تشریف فرما تھے۔

تلاوت قرآن کریم اور مدح سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم سے محفل کا آغاز ہوا۔حضور تاج الشریعہ نے علالت کے باوجود نہایت فصیح وبلیغ خطاب فرمایا۔جس سے علما بہت محظوظ ہوئے۔علمائے کرام کے اصرار پر آپ نے اپنا عربی قصیدہ:

'اللہ اللہ اللہ　　　مالی رب الا ھو'

بہت خوب صورت اور دل نشین انداز میں پڑھا،جس سے سیک سماں بندھ گیا۔علما میں سے شاید ہی کوئی ایسا ہو،جو جھوم جھوم کر داد نہ دے رہا ہو۔جب آپ نے مقطع پڑھا:

ھٰذا اختر ادنا کم　　　ربی احسن مثواہ

تو خطیب دمشق الدکتور عبدالعزیز الخطیب الحسنی کی زبان سے برجستہ یہ الفاظ نکلے:'اختر سیدنا و ابن سیدنا'۔

۲۳ ر تاریخ بروز ہفتہ کو علما کے اصرار پر عام ملاقات رکھی گئی۔تاکہ وہ فرداً فرداً حضرت سے مل سکیں۔کئی علما تشریف لائے۔جس میں مشہور حنفی عالم کئی کتب کے محشی شیخ عبدالجلیل عطا اور معروف خانوادۂ اہل بیت کے چشم و چراغ اور مشہور مدرس شیخ محمد صادق درویش بھی شامل تھے۔علما نے بعض شرعی مسائل میں حضرت کا عندیہ بھی معلوم کیا۔جب کہ ان کی طلب پر حضور نے کئی علما سند الحدیث سے بھی سرفراز فرمایا۔شیخ عبدالجلیل عطا نے حضرت کی شان میں اپنی تحریر کردہ منقبت بھی سنائی۔جس سے علمائے کے تاثرات اور حضرت سے محبت کا اندازہ ہوتا ہے۔چند اشعار ہدیہ قارئین ہیں:

یا کوکبا من بھاء الدین ذاالق　　　و منھا من دقیق العلم متسق

اقدام فولک فی التحقیق مصدرہ　　　اھل التمکن فی النبراس کالشفق

و لو تباھی رسول اللہ فی احد　　　مثل طلعتکم یا فاتح العبق

محمد اختر جاء الرضا ء بہ　　　فمرحبا فی منبع الحصن و الدرق

۲۴/اگست بروز اتوار کو سابق مفتی شام کے فرزند،معہد ابو النور کے مدیر الشیخ صلاح الدین کفتارو اور وہاں کی انتظامیہ کی طرف سے حضور تاج الشریعہ کے اعزاز میں استقبالیہ دیا گیا۔آپ نے یہاں تصوف وعلم کے تعلق اور حقانیت اہل سنت کے موضوع پر مختصر ونہایت جامع بیان فرمایا ۔بعد ازاں علما کی درخواست پر قصیدہ بردہ شریف بھی پڑھا اور اس کے ضمن میں چند نکات تصوف بھی بیان فرمائے۔اس اجلاس میں حلب [شام] کے معروف المدرسۃ الکلتاویۃ کے نامور مدرس اور شیخ محمود الحوت کے نمائندوں نے بھی شرکت کی اور حضرت سے ملاقات کی۔محفل کے اختتام پر آپ نے عارف باللہ شیخ عبد الغنی النابلسی علیہ الرحمہ اور دنیائے تصوف کے تاجور الشیخ الاکبر سیدنا الشیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مقدس پر حاضری دی،جو مرجع خلائق ہے۔

اسی دن علم کلام کے مشہور عالم،کئی کتب کے محشی الشیخ عبد الہادی الشنار حضرت کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے۔بعد ازاں حضرت نے انہیں اجازت وخلافت سے بھی سرفراز فرمایا۔ اسی روز بعد نماز عشا طلبہ کے لیے خاص علمی مذاکرہ کا اہتمام بھی کیا گیا۔جس میں طلبہ نے سوالات کے ذریعہ آپ سے علمی استفادہ کیا۔بعد ازاں کئی طلبا وعوام داخل سلسلہ ہوئے۔

۲۵/اگست چوں کہ قیام کا آخری دن تھا،اس لیے بہت مصروف گزرا۔بعد نماز عصر مفتی دمشق کی جانب سے جامع طارق بن زیاد،رکن الدین میں استقبالیہ دیا گیا۔جہاں علما کی طلب پر حضرت نے انہیں سند حدیث سے نوازا۔جن میں الشیخ عدنان درویش،الشیخ معتصم البزم اور الشیخ وائل البزم شامل ہیں۔اس دن ملاقات کے لیے حاضر ہونے والے افراد کی بہت چہل پہل رہی۔علما میں سے الشیخ عبد الہادی الخرسہ اور الشیخ حسن البادنجکی بھی تشریف لائے۔مؤخر الذکر حلب کی مشہور روحانی شخصیت وپیشوا اور ایک دینی ادارے کے سرپرست اور مدیر ہیں۔عراق سے دو نامور علما الشیخ قتیبہ السعدی اور الشیخ مردان علی انور نے شرف زیارت حاصل کیا۔

اسی دن فخر سادات صاحب القاب کثیرہ عظیم روحانی شخصیت سیدنا موسی الکاظم رضی اللہ عنہ کے شہزادے الشیخ الصباح تشریف لائے۔آپ نے فرمایا کہ:'چند روز قبل میں اس علاقے کے قریب سے گزرا،تو مجھے یہاں انوار نظر آئے۔میں سمجھ گیا کہ یہاں کوئی ولی اللہ مقیم ہیں۔معلومات کرنے پر پتا

چلا کہ حضرت تشریف لائے ہوئے ہیں،تو ملاقات کے لیے حاضر ہوا' حضور تاج الشریعہ نے ان کے التماس پر عالم اسلام اور خصوصاً عراق کے لیے دعا فرمائی۔ ۲۵ر اگست کو ہی خواتین کے لیے بھی نشست کا اہتمام کیا گیا۔جس میں حضرت نے کئی سوالات کے جوابات دیئے اور کئی خواتین داخل سلسلہ ہوئیں۔

۲۶ر اگست کو حضرت نے کئی اسناد الحدیث پر دست خط فرمائے،جن کے لیے علما نے درخواست کی تھی۔اپنی دعاؤں سے ہم طلبا و عقیدت کیشوں کو فیض یاب فرمایا آپ کو رخصت کرنے کے لیے ایئر پورٹ تک پاکستانی طلبا کا قافلہ ساتھ گیا۔دعاؤں کی بارش ہوتی رہی۔فیض کا سلسلہ چلتا رہا۔ یہاں تک کہ تاج الشریعہ بدر الطریقہ اندر تشریف لے گئے۔

نوٹ:' مزید ایک واقعہ کی تحقیق،جو وہاں [شام] رونما ہوا تھا،کے متعلق میں نے حضرت صاحب سے ای میل کے ذریعہ استفسار کیا تھا،تو آپ نے یوں بیان فرمایا:'حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ ۲۲ر اگست کو تشریف لائے تھے۔آپ جانتے ہیں کہ شام میں گرمیوں میں بارش نہیں ہوتی اور خصوصاً اگست میں موسم سخت ہوتا ہے۔حضرت سے علمائے کرام نے دعا کی درخواست کی۔جمعہ کے دن والے پروگرام میں حضرت نے دعا فرمائی اور ہفتہ کے دن سے بارش ہونا شروع ہوگئی۔حالاں کہ ۵ر سال سے گرمیوں میں بارش نہیں ہوئی تھی اور ویسے بھی گرمیوں میں بارش نہیں ہوتی اور خصوصاً اگست میں موسم سخت ہوتا ہے۔ حضرت سے علمائے کرام نے دعا کی گزارش کی۔دو تین دن وقتاً فوقتاً بارش ہوتی رہی۔جس سے وہاں کا موسم تبدیل ہو گیا۔یہ خود حضرت مفتی ثاقب اختر القادری صاحب اور سارے دمشق کا مشاہدہ ہے اور آپ اول راوی ہیں'۔[تجلیات تاج الشریعہ،مرتبہ مولانا شاہد القادری،طبع ممبئی،۲۰۰۹ء،ص:۵۶۵ تا ۵۶۷]

ماہ نومبر ۲۰۰۸ء میں آپ نے چوتھا حج کیا اور مدینہ منورہ میں حاضری دی۔ساتھ میں اہلیہ محترمہ اور صاحب زادۂ گرامی مفتی عسجد رضا صاحب بھی تھے۔ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کے مدیر محترم مفتی محمد عبد الرحیم نشترؔ فاروقی لکھتے ہیں:

'دوران حج مقامی شیوخ کے علاوہ وہاں دیگر ممالک سے پہنچے علمائے کرام و مشائخ عظام

سے علمی اور مذہبی مذاکرے رہے۔اس موقع پر آپ نے اپنی تصانیف وتراجم بالخصوص 'شمول الاسلام' اور 'الہادی الکاف' عرب شیوخ کو پیش کیے۔جنہیں کافی پسند کیا گیا۔بلکہ جدہ کے ایک مقتدر عالم دین شیخ موسیٰ عربوش نے تو حضرت کا جدید عربی قصیدہ:

اعینای جوداو لاتجمدا   الاتبکیان لشط النوی

بے حد پسند کیا اور پھر ایک مجلس میں اس قصیدے کی تعریف میں تقریباً ایک گھنٹہ کی تقریر فرمائی'۔[تجلیات تاج الشریعہ،مرتبہ مولانا شاہد القادری،طبع بمبئی،۲۰۰۹ء،ص:۶۳۱]

حضرت مفتی محمد افضال رضوی، مرکزی دارالافتا بریلی شریف لکھتے ہیں:

'۲۰۰۸ء کی بات ہے۔میری قسمت کی معراج اس وقت ہوئی،جب سرکار تاج الشریعہ کی با برکت ہمرہی میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضری ہوئی۔ایک بار موجہہ شریف سے حاضری دے کر واپس ہورہے تھے۔حضور آگے،میں پیچھے پیچھے۔اچانک پرنور چہرے والا ایک شخص میرے قریب آیا۔حضور کی طرف اشارہ کرکے مجھ سے بولا:'من ہذا الشیخ'۔یہ بزرگ کون ہیں؟۔میں نے کہا:'ھٰذا الشیخ مشائخ الہند'۔یہ ہندوستان کے بڑے بزرگ ہیں۔فوراً بولا:'ھٰذا من الاولیا'۔یہ جملہ تین بار کہا۔یہ اللہ کے ولی ہیں۔میں نے کہا:'نعم'۔ہاں۔پھر وہ شخص حضور تاج الشریعہ کے سامنے گیا۔سلام کیا:'السلام علیک یاسیدی'۔آپ نے جواب دے کر معلوم کیا:'من انت و من این'۔تم کون اور کہاں کے رہنے والے ہو۔اس نے جواب دیا:'انا من الیمن'۔میں یمن کا رہنے والا ہوں۔مواجہہ شریف مین آپ کو دیکھا۔ایسا محسوس ہورہا تھا کہ گویا سرور دو عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنہری جالیوں سے نور آرہا ہے اور آپ کے چہرہ مبارک میں سمارہا ہے۔اللہ اللہ کیا شان ہے۔اہل نظر وہ دیکھ لیتے ہیں،جو ہر آنکھ کو نہیں دِکھتا'۔[ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ'،۲۰۱۸ء،ص:۲۳۶]

حضرت مولانا عبد القادر نوری بہرائچی لکھتے ہیں کہ:

'ذی قعدہ ۱۴۲۹ھ/ ۲۶رنومبر ۲۰۰۸ء کو زیارت حرمین شریفین کی غرض سے مکہ مکرمہ حاضر ہوا۔منی کے میدان میں چمنستان اعلیٰ حضرت کے خوش رنگ،افق تصوف کے نیر تاباں،تقوی و

طہارت کے بحر بے کراں مرشد برحق حضرت تاج الشریعہ کی صحبت میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا ۔حضرت مصری لہجے میں قرآن مجید کی تلاوت فرمارہے تھے ۔مگر سامعین قرآن مجید کی سماعت کے ساتھ ساتھ حسن و جمال کے دیدار سے بھی فیض یاب ہورہے تھے ۔خلاق کائنات نے آپ کے چہرۂ اقدس میں وہ نورانیت اور چمک رکھی تھی، جو ایک بار دیکھ لیتا، بار بار دیدار کے لیے ماہی بے آب کی طرح تڑپتا رہتا۔حضرت شیخ سعدی شیرازی نے سچ کہا:

ایں سعادت بہ زور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حجاج کرام دیوانہ وار حضرت کا خیمہ تلاش کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اگر چند لمحے حضرت کے ساتھ گزارلوں، تو مجھے یقین ہے کہ میرا حج قبولیت کا شرف حاصل کرلے گا‘۔[ماہنامہ’سنی دنیا‘بریلی شریف کا’نقوش تاج الشریعہ،۲۰۱۸ء،ص:۲۴۲،۲۴۳]

☆......حضرت مولانا محمد منور عتیق صاحب، فاضل دمشق، ریسرچ اسکالر برہنگھم یونیورسٹی، انگلینڈ لکھتے ہیں:

’سن ۲۰۰۹ء میں حج کے موقع پر راقم الحروف نے مرجع خلائق حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے ساتھ منی شریف میں رمی جمرات کے وقت، طواف زیارت میں ہاتھ پکڑ کر، جدہ میں رہائش گاہ پر اور مدینہ طیبہ کی حاضری میں زندگی کے پر کیف لمحات گزارے ۔اس سے قبل فون پر علمی موضوعات پر گفتگو رہتی تھی ۔مگر یہاں بالمشافحہ پہلی بار زیارت نصیب ہوئی ۔آپ نے خیمہ منی میں پہلے مصافحے میں ہی سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ برکاتیہ کی اجازت وخلافت سے بہرہ مند کیا اور مواجہ اقدس کی حاضری کے بعد گنبد خضرا کے سایہ رحمت میں ایک ہجوم محبین کی موجودگی میں تحریری سند حدیث سے مشرف فرمایا‘۔[سالنامہ’تجلیات رضا‘بریلی کا’جہان تاج الشریعہ نمبر ۲۰۱۸ء،ص:۹۳۲]

۲۰۰۹ء میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے دمشق، ملک شام کا چار روزہ اور ملک مصر کا دو روزہ علمی وتبلیغی دورہ فرمایا۔اس روداد سفر کا خلاصہ راقم غلام جابر شمس نے اس طرح لکھا اور چھاپا:

’۲۹/اپریل تا۴/مئی کو دمشق، شام کا دورہ کیا۔اس چار روزہ دورے میں وہاں کی اہم دینی و

علمی شخصیتوں سے ملاقاتیں، ضیافتیں اور علمی و روحانی باتیں و نجشیں ہوئیں۔ جامعات وکلیات کے شیوخ و اساتذہ کی طرف سے بھی دعوتیں ہوئیں۔ جن میں شرکت فرمائی اور علمی و اعتقادی موضوعات پر گفتگو ہوئی۔ ایک خاص بات یہ ہوئی کہ وہاں کئی برسوں سے گرمیوں کے موسم میں بارش نہیں ہو رہی تھی۔ علما و خواص کی استدعا پر تاج الشریعہ نے دعا کی، تو بارش برسنا شروع ہوئی۔ یہ دیکھ کر وہاں کے باشندے بے حد متاثر تھے۔

۳؍ مئی کو مصر العربیہ روانہ ہوئے۔ ۴؍ مئی کو تاج الشریعہ کی ملاقات امام اکبر شیخ ازہر سید محمد طنطاوی سے ہوئی۔ اسی دن شام کو حضور تاج الشریعہ کے اعجاز و استقبال میں ایک تاریخی پروگرام 'مرکز عبد اللہ کامل ہال' میں منعقد کیا گیا۔ جس میں نائب رئیس جامع ازہر شیخ طٰہٰ ابو کریشہ، شیخ طٰہٰ حبیشی الدسوقی، دکتور فجی حجازی، دکتور احمد ربیع احمد یوسف، دکتور حازم احمد محفوظ، شیخ جمال فاروق الدقاق، شیخ محمد حبیب وغیرہ کے علاوہ جامع ازہر، جامعہ عین الشمس، جامعہ قاہرہ اور جامعہ دول العربیہ کے کثیر اساتذہ اور دنیا بھر کے زیر تعلیم طلبہ نے شرکت کی۔ ۵؍ مئی کو شیخ الازہر و دیگر شیوخ و اساتذہ کی طرف سے ایک شاندار تقریب منعقد کر کے 'فخر ازہر' کا تمغہ تاج الشریعہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ چار روز وہاں رہ کر ۶؍ مئی کو روانہ ہوئے اور بریلی شریف پہنچے۔ [تاج الشریعہ: ماہ و سال کے آئینے میں، مصنفہ غلام جابر شمس، طبع بمبئی بموقع عرس چہلم، ۲۰۱۸ء، ص: ۳۳]

یہ دورۂ شام و مصر چوں کہ ملک شام سے شروع ہوا تھا، اس لیے پہلے دورۂ شام کی قدرے تفصیلی روداد قارئین کے روبرو ہوتی ہے، پھر مصر کی ہوگی ان شاء اللہ العزیز۔ حضرت علامہ محمد عمار خان صاحب مصباحی پیلی بھیتی، استاذ جامعہ قادریہ رچھا بریلی شریف، جو حضور تاج الشریعہ کے دورۂ شام کے وقت وہاں دمشق، شام میں زیر تعلیم تھے، اپنی چشم دید کیفیات و حالات پر ذرا تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے رقم طراز ہیں:

'الحمد للہ! ہماری بغیر کسی کوشش کے ہمارے محسن و مخلص دوست حضرت العلام شیخ عامر اخلاق صدیقی پاکستانی حفظہ اللہ نے ۲۰۰۹ء کے اوائل میں اطلاع دی کہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان چند ایام کے لیے علمی و دینی اور تبلیغی دورہ پر ملک شام تشریف لا رہے ہیں۔ قسم خدا کی، قیام دمشق کے

دوران اس سے زیادہ خوشی کا احساس نہ ہوا۔ ہم نے ایک لائحہ عمل تیار کیا اور ہمارے اطراف و اکناف و روابط میں جس قدر علما و مشائخ اور پیران طریقت و طالبان علوم شرعیہ تھے، سب کو یہ عظیم خوش خبری سنائی کہ وارث علوم اعلیٰ حضرت، مفتی الدیار الہندیہ قاضی القضاۃ فی الہند حفید الامام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیخ المشائخ اعلم علماء الہند حضرت مفتی اختر رضا خان صاحب قادری ازہری چند دنوں کے علمی و تبلیغی دورے پر ملک شام تشریف لا رہے ہیں۔

ہم برصغیر کے طلبہ میں سے ہر ایک نے اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے اپنی اپنی یونیورسٹیوں و دیگر معاہد و مدراس کے اساتذہ و طلبہ اور مشائخ کرام اور خانقاہوں کے پیران طریقت کو آپ سے ملاقات کی دعوتیں دیں اور ہر ایک بارغبت اس دعوت کو قبول کیا۔ دس دنوں کے انتظار کے بعد وقت موعود پر حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی دمشق کے انٹرنیشنل ایئر پورٹ پر تشریف آوری ہوئی۔ جہاں چند ذی وقار مشائخ کرام نے آپ کا استقبال کیا اور وہیں سے قریب دمشق کے محلہ 'السیدہ زینب' میں قیام گاہ پر تشریف لائے۔ جہاں ہم برصغیر کے طلبہ کو شرف دیدار بخشا۔

دوسرے روز عمائدین شہر، علما و مشائخ اور پیران طریقت و تمام معاہد و مدارس کے اساتذہ اور تمام یونیورسٹیوں کے پروفیسر حضرات کے لیے ایک عام مجلس عشائیہ کا انعقاد ہوا۔ جس میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کا تفصیلی خطاب ہونا تھا۔ بعد مغرب مجلس کی ابتدا کلام اللہ سے ہوئی اور چند قصائد مدحیہ کی نغمہ سنجی کی گئی۔ اسی درمیان تقریباً تمام ہی مدعوین حضرات اپنی اپنی نشستوں پر آچکے تھے اور پورا ہال علما و مشائخ، اساتذہ اور پروفیسر حضرات سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور سبھی آپ کے چہرۂ انور کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو جلا بخش رہے تھے اور زبان حال سے یہی کہہ رہے تھے کہ یہی وہ چہرہ ہے، جس کی زیارت گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنا ہے۔

شیخ عبد الجلیل دمشقی خلیفہ حجور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے آپ کا تمام حاضرین کے سامنے ایک تعارف پیش فرمایا اور آپ کو ان علما و مشائخ کے درمیان خطاب کی دعوت دی۔ آپ نے فصیح و بلیغ عربی زبان میں ایک تفصیلی خطاب فرمایا۔ جس میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کی علمی و دینی تصنیفات و خدمات کا تذکرہ جمیل کیا اور آپ کی ذات مقدسہ پر اغیار نے جو الزامات عائد کیے تھے، ان کا رد فرمایا۔ آخر

میں آپ نے تمام علما و مشائخ کا شکریہ ادا فرمایا اور تمام حاضرین کو اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی مقدس ذات کو جاننے اور آپ کو اپنی تصنیفات سے سمجھنے کی دعوت دی۔ پھر دمشق کے بڑے بڑے چند علما و مشائخ کے اجمالی خطاب ہوئے۔ جن کی تقریروں میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی خدمات علمیہ کا اعتراف اور آپ کا شکریہ تھا کہ آپ کی وجہ سے ہم حق تک پہنچے۔ آخر میں آپ کی دعا پہ مجلس اختتام کو پہنچی۔

تیسرے روز کے لیے مشائخ دمشق کی طرف سے آپ کو خاص دعوتیں ملی تھیں۔ ان کے یہاں جانا ضروری تھا کہ مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت کے سلسلہ میں یہ اور بھی اہم تھا۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ و الرضوان ظہرانے پر اعلم علماء الشام الشیخ سعید رمضان بوطی شہید علیہ الرحمۃ و الرضوان کے یہاں مدعو تھے۔ وقت موعود پر آپ کا کارواں ان کے دولت کدے پر پہنچا۔ جس میں ناچیز بھی تھا۔ شیخ نے دروازے سے باہر آ کر آپ کا بہت پرتپاک استقبال کیا۔ فوراً ہمارے ساتھ تخلیہ کیا۔ بہت ساری باتوں پر تبادلہ خیال ہوا۔ ہندوستانی علما کے حالات اور ان کی دینی خدمات، ہندوستانی مسلمانوں کے درمیان موجود باطل فرقوں کی سرگرمیاں اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی علمی برتری اور آپ پر لگائے گئے الزامات کی علمی حیثیت پر وہ اطمینان کامل حاصل کرنا چاہ رہے تھے۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ و الرضوان نے ان کے سامنے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علمی تعارف اور آپ پر لگائے گئے الزامات شنیعہ کا قلع قمع کر دیا۔ الحاصل وہ آپ کی باتوں سے مطمئن نظر آئے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ و الرضوان کا کارواں عصر و مغرب کے درمیان شیخ ہشام برہانی کی خانقاہ پہنچا اور یہاں بھی آپ کا مدحیہ قصیدوں کی آوازوں پر استقبال کیا گیا اور آپ کی ملاقات شیخ ہشام برہانی اور ان کے مدرسہ کے اساتذہ و طلبہ سے رہی اور یہاں پر آپ نے اپنے خطاب میں مسلک اعلیٰ حضرت کی حقانیت کو واضح کیا اور اعلیٰ حضرت کا علمی تفوق آپ کی کتابوں سے ثابت فرمایا۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ و الرضوان کا کارواں شام کے وقت مفتی دمشق شیخ عبد الفتاح البزم کے گھر کے لیے روانہ ہوا۔ جہاں آپ کا استقبال مفتی دمشق اور مجمع الفتح الاسلامی کے سینیئر اساتذہ و مشائخ نے بڑے ہی تعظیم و توقیر سے کیا۔ وہاں پر بھی علمی گفتگو کا ایک حسین دور چلا اور بہت سے علمی مسائل کی گھتیاں حضور سلجھاتے نظر آئے اور اپنی خداداد علمی و روحانی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے جد امجد کے سچے

وارث و جانشین بن کر علمی و عملی صورت میں احقاق حق اور ابطال باطل کیا۔ نیز علمائے ندوہ کی ریشہ دوانیوں و سازشوں اور برسہا برس کی ان کی محنتوں کو خاک میں ملا دیا اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی شخصیت کو تمام حاضرین کے دلوں میں بے غبار کر دیا۔ وہیں پر موجود بہت سارے علما و مشائخ نے آپ سے فقہ و حدیث و تفسیر و دیگر علوم نقلیہ و عقلیہ میں اجازتوں کی درخواست کی، جو منظور ہوئی اور آپ نے سب کو اجازت سے نوازا۔ دیر شب آپ کا کارواں اپنی قیام گاہ پر پہنچا۔

چوتھا روز دمشق کے علاوہ حلب، حمص، حماہ، رقہ، لاذقیہ اور ملک شام کے دیگر شہروں اور دیہاتوں کے علما و مشائخ و طلبہ کے لیے خاص تھا۔ مجمع الفتح الاسلامی، مجمع الشیخ احمد کفتارو، معہد الشام الدولی، معہد الشیخ بدرالدین الحسنی اور دمشق کے اندر موجود دیگر معاہد و مدارس اور یونیورسٹیز میں زیر تعلیم ملکی و غیر ملکی طلبہ اور وہاں کے اساتذہ سے حضرت نے شرف ملاقات کے لیے خاص کیا تھا۔ لہٰذا صبح ہی سے جوق در جوق، جماعت در جماعت طلبہ و اساتذہ آپ کی بارگاہ میں حاضری دیتے اور علوم نقلیہ و عقلیہ کی سندیں طلب کرتے، مرید ہوتے اور اپنے لیے شرف کا تمغہ حاصل کرتے جاتے اور کہتے جاتے: 'ما رأینا فی حیاتنا مثل ھٰذا النور علی وجہ احد' یعنی ہم نے اپنی زندگی میں ایسا نورانی چہرہ نہ دیکھا۔ صبح سے شام تک یہ دور چلا۔ اسی درمیان ناچیز بھی آپ کے دست اقدس پر سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں بیعت ہوا اور بارہا تجدید بیعت کی سعادت حاصل کی اور علوم نقلیہ و عقلیہ کی اجازت حاصل کی، فللّٰہ الحمد ۔ پانچواں روز دمشق میں موجود صحابہ اور اکابر اولیاء اللہ کے مزارات کی حاضری کے لیے خاص تھا۔ لہٰذا صبح ہی سے آپ کا کارواں مختلف مزارات کی زیارت سے مستفیض ہوتا رہا۔ شام کے وقت قیام گاہ پر واپسی ہوئی اور چھٹے روز حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ و الرضوان اپنے کارواں کے ساتھ واپس ہو گئے۔ [ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ' ۲۰۱۸ء، ص: ۱۴۴ تا ۱۴۶]

حضرت مفتی غلام جیلانی ازہری، کھنڈوہ، ایم پی، حضور تاج الشریعہ کے دورۂ مصر کے حوالے سے اپنا مشاہدہ یوں رقم کرتے ہیں:

'۴ر مئی ۲۰۰۹ء میں، میں خود جامع ازہر میں زیر تعلیم تھا۔ کلیہ دعوہ کے اے سی ہال میں ایک پروگرام ہوا، جس کے بعد آپ [تاج الشریعہ] کو 'الدری الفخری' نام کی چادر اڑھا کر شیخ الازہر سید محمد

طنطاوی علیہ الرحمہ نے 'فخر ازہر' کا ایوارڈ دیا۔ جب سے دنیائے سنیت حضور تاج الشریعہ کو 'فخر ازہر' کے نام سے بھی یاد کرنے لگی'۔ [ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ' ۲۰۱۸ء، ص: ۹۹۵]

بعد چند سطور کے مفتی صاحب موصوف لکھتے ہیں:

'۴ رمئی ۲۰۰۹ء کی بات ہے۔ جب طلبہ ازہر میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ کل حضور تاج الشریعہ کی تقریر ہوگی۔ یہ پروگرام 'کلیہ دعوۃ' کے اے سی ہال میں تھا۔ جب میں جلسہ گاہ میں گیا، تو ایک پوسٹر پر نظر پڑی، جو دیوار پر چپکا ہوا تھا، جس میں لکھا تھا: 'ممنوع التصویر' یعنی حضور تاج الشریعہ کی ذات آج بھی تصویر کی حرمت کی قائل ہے۔ لہٰذا کوئی صاحب فوٹو نہ لیں۔ مگر حسن کو دیکھ کر کون عاشق بے قابو نہیں ہوتا۔ جوں ہی حضرت پروگرام ہال میں تشریف لائے، طلبہ نے فوٹو لینا شروع کر دیا۔ فوراً نقیب جلسہ نے اعلان کیا: 'ایہا المتعلمون لا تتصوروا فان التصویر عند الشیخ حتی الآن حرام'۔ برائے مہربانی آپ لوگ فوٹو نہ لیں، کیوں کہ حضور تاج الشریعہ کے یہاں تصویر کشی آج بھی حرام ہے۔ یہ اعلان سن کر تمام طلبۂ ازہر رک گئے۔ ہال میں دائیں بائیں کرسیوں پر ازہر یونیورسیٹی کے بڑے بڑے مفتی اور ڈاکٹر بیٹھے ہوئے تھے۔ بیچ والی کرسی حضور تاج الشریعہ کے لیے خالی تھی۔ آپ نہایت ہی عالمانہ وقار اور داعیانہ شان و شوکت کے ساتھ جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ فصحائے مصر اور علمائے ازہر کی موجودگی میں فصیح عربی میں تقریر فرماتے ہیں۔ میں اس سوچ میں غرق ہو گیا کہ ان کی عربی کا یہ حال ہے، تو اعلیٰ حضرت کی عربی کا کیا حال ہوگا۔

خیر، وہاں اخیر میں حضور تاج الشریعہ سے ایک سوال ہوا: 'ماذا الفرقة البریلویة' بریلوی کس کو کہتے ہیں؟۔ حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں: 'نحن قادریون مشرباً و ماتریدیون عقیدة و حنفیون مذهباً و المخالفون یقولون لنا البریلویة، کما یقال لاهل السنة و الجماعة الصوفیة فی حجاز و دمشق و مصر'۔ پیری مریدی کے حساب سے ہم لوگ قادری ہیں۔ عقیدہ کے اعتبار سے ماتریدی ہیں۔ مذہب کے حساب سے ہم لوگ حنفی ہیں۔ مخالفین ہمیں 'بریلوی' کہتے ہیں، جیسے حجاز، دمشق اور مصر وغیرہ میں مخالفین اہل سنت و جماعت کو 'صوفی' کہتے ہیں'۔

[ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ' ۲۰۱۸ء، ص: ۹۹۵، ۹۹۶]

حضرت مولانا محمد امام الدین قادری از ہری اپنے مشاہدات قلم بند کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

'۴ر مئی [۲۰۰۹ء] کو گیارہ بجے دن میں حضور تاج الشریعہ اپنے رفقا کے ساتھ شیخ الازہر سید طنطاوی سے ملاقات کرنے کے لیے تشریف لے گئے، تو شیخ الازہر نے پرجوش انداز میں آپ کا والہانہ استقبال کیا۔ اس کے بعد حضور تاج الشریعہ نے اپنے جد امجد امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کے افکار و نظریات پر تبادلہ خیال کیا اور چند کتابیں، جو اپنے ہم راہ لے کے آئے تھے، شیخ کو پیش کیا اور ہر کتاب پہ تفصیل سے روشنی ڈالی کہ ان کتابوں کا پس منظر کیا ہے۔ جب آپ نے شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا خان قادری رضی اللہ عنہ کی کتاب 'تنقیۃ الایمان من عقائد مبتدع الزمان' کو پیش کیا، تو شیخ الازہر نے پوری کتاب پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالی اور پکار اٹھے کہ یہ کتاب اہل سنت و جماعت کے عقیدے کی بھرپور تائید کرتی ہے اور باب عقائد میں منفرد ہے۔ اس کی عالمی سطح پر خوب نشر و اشاعت ہونی چاہیے۔

پھر آپ نے اپنا تحقیقی رسالہ 'الصحابۃ نجوم الاھتداء' پیش کیا اور از ہر شریف کے عالم جناب طٰہٰ عبد الرؤف نے حدیث شریف: اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اہتدیتم' کو 'شفاء شریف' کی تحقیق و تخریج میں موضوع لکھا ہے'۔ تب شیخ الازہر نے کہا کہ: 'یہ حدیث ضعیف ہے اور ضعیف حدیث باب فضائل میں مقبول ہے اور اس حدیث کو 'تلقی بالقبول' حاصل ہے۔ لہٰذا یہ حدیث موضوع نہیں ہے، بلکہ اس عالم کی تحقیق و تخریج غلط ہے'۔

پھر حضور تاج الشریعہ نے اپنا رسالہ 'ان ابا ابراھیم تارح لاآزر' کو پیش کیا اور کہا کہ بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ہیں، تب شیخ الازہر نے فرمایا کہ نہیں، آزر ان کے چچا تھے اور تارح ان کے والد ہیں۔

اب حضور تاج الشریعہ نے اپنا تیسرا رسالہ 'سد المشارع علی من یقول ان الدین یستغنی عن الشارع' پیش کیا اور بتایا: 'میں سعودی عرب میں تھا، تو کسی دیوبندی [جو دار العلوم دیوبند سے تعلق رکھتا ہے] نے کہا ہے کہ دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محتاج نہیں ہے'۔ اتنا سننا

تھا کہ شیخ الازہر کے چہرے پر ناگواری ظاہر ہوئی اور کہا کہ ’وہ ملحد ہے، جس نے ایسا کہا ہے‘۔ تب آپ نے کہا: ’ہم نے اس کے رد میں تفصیلی جواب لکھا ہے‘۔ شیخ الازہر نے فراخ دلی سے آپ کی نادر و نایاب تحقیقات پر داد دیتے رہے اور دعائیں کرتے رہے کہ اللہ آپ کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور آپ کا سایہ ہمارے اوپر تادیر قائم رکھے‘۔ [ماہنامہ ’سنی دنیا‘ بریلی شریف کا ’نقوش تاج الشریعہ‘ ۲۰۱۸ء، ص: ۱۰۰۱، ۱۰۰۲]

حضرت مولانا محمد امام الدین قادری ازہری اپنے مشاہدات قلم بند کرتے ہوئے آگے لکھتے ہیں:

’۵ رمئی [۲۰۰۹ء] کو حضور تاج الشریعہ جامعہ ازہر شریف کے وائس چانسلر ڈاکٹر احمد طیب صاحب قبلہ مدظلہ العالی سے ملاقات کے لیے پہنچے۔ ڈاکٹر موصوف نے آپ کا استقبال مع وفد اپنے آفس کے صدر دروازہ پہ پرجوش انداز میں کیا۔ پھر اس کے بعد اپنے آفس خاص میں لے گئے اور یوں آپ کے سامنے بیٹھے تھے کہ لگ رہا تھا کہ کوئی طالب علم زانوے تلمذ طے کیے ہوئے ہے۔ یہ ان کی عاجزی وانکساری تھی کہ اتنے بڑے عالم ہونے کے باوجود عاجزی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ مختلف امور پر تبادلہ خیال ہوا۔ تو موصوف نے کہا کہ: ’ازہر شریف صوفیوں کا ہے‘۔ پھر موصوف نے حضور تاج تاج الشریعہ کو ان کے شہرت یافتہ بین الاقوامی علمی کارناموں پر ازہر شریف کی طرف سے ایک ایوارڈ ’الدری الفخری‘ پیش کیا۔ یہ کوئی پہلا ایوارڈ تھا، جو کسی ہندوستانی عالم کو پہلی بار پیش کیا گیا‘۔ [ماہنامہ ’سنی دنیا‘ بریلی شریف کا ’نقوش تاج الشریعہ‘ ۲۰۱۸ء، ص: ۱۰۰۳]

حضرت مولانا محمد امام الدین قادری ازہری اپنے مشاہدات قلم بند کرتے ہوئے اور آگے لکھتے ہیں:

’اسی [۵ رمئی ۲۰۰۹ء کی] شام حضور تاج الشریعہ ’جبل مقطم‘ [مصر] پہ عاشق امام احمد رضا ڈاکٹر محمد خالد ثابت کے دولت کدہ پر تشریف لے گئے تھے۔ یہ وہی محترم موصوف ہیں، جن کی دعوت پر حضرت مرشد گرامی کا دورہ ہوا تھا۔ موصوف کے گھر پر محفل میلاد کا پروگرام تھا۔ آنے والوں میں ایک شخصیت فن طب اور علوم حدیث کے ماہر صوفی عالم دین جناب ڈاکٹر یسری صاحب بھی تھے، جو

جامعہ ازہر شریف کی جامع مسجد میں طلبہ کو بخاری شریف کا درس دیا کرتے تھے۔جن کا نظریہ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے تعلق سے واضح نہیں تھا۔تو انہوں نے حضور تاج الشریعہ سے اس شرط کے ساتھ برجستہ سوال کیا:

'یا سیدی! آپ کا مذہب طیب ہے۔آپ کا مشرب بھی طیب ہے۔سوال یہ ہے کہ اگر کوئی جاہل کلمۂ کفر بکے،تو کیا وہ کافر ہوگا یا نہیں؟۔کیوں کہ آپ کے جد امجد امام احمد رضا خان اس کی تکفیر کرتے ہیں'۔

تب حضور تاج الشریعہ نے کہا کہ:'نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت عام ہوگئی ہے اور جہالت کوئی عذر نہیں ہے۔لہٰذا اگر کوئی کلمہ کفر بکے اور اس پر مصر رہے،تو وہ یقیناً کافر ہے۔جیسا کہ فقہائے احناف کا کہنا ہے'۔

پھر آپ نے برجستہ درمختار اور ردالمحتار کی عبارتیں پیش کیں۔[راقم الحروف نے جب ان عبارتوں کو کتابوں میں تلاش کیا،تو من وعن ویسا ہی پایا،جیسا کہ آپ نے کہا تھا۔یہ مرشد گرامی وقار کی فقہ حنفی کے مسائل میں اپنی انفرادیت ہے] حضرت کی اس حاضر دماغی اور حاضر جوابی سے ڈاکٹر موصوف ششدر رہ گئے اور بول پڑے کہ:'ہمارا بھی یہی موقف ہے کہ اگر اصرار کرتا ہے،تو یقیناً کافر ہے'۔تب حضرت نے فرمایا کہ:'وہابیہ،دیابنہ اسی اصرار کی وجہ سے کافر ہیں'۔تب آپ'ڈاکٹر موصوف] نے کہا کہ میں بھی ان کے اصرار کی وجہ سے کفر کا قائل ہوں'۔اور کہا کہ:'جو بھی شکوک و شبہات تھے،الحمد للہ! رفع ہو گئے ہیں'۔سیدی! آپ ہمیں'دلائل الخیرات شریف' کی اجازت عطا فرمائیں اور داخل سلسلہ فرمالیں'۔تب کسی نے کہا کہ حضرت! موصوف ٹائی پہنے ہیں'۔تو حضرت نے بلاکسی جھجھک کے کہا کہ:'ٹائی اتار دیں۔یہ شرعاً پہننا جائز نہیں۔پھر اختتام محفل پر حضرت نے اپنا عمامہ شریف ڈاکٹر محمد خالد صاحب کے سر پر سجایا اور مسلک اعلیٰ حضرت پر استقامت کی دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں آپ کو مزید جد امجد سیدی سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا پر کام کرنے کا حوصلہ عطا فرمائے'۔[ماہنامہ'سنی دنیا' بریلی شریف کا'نقوش تاج الشریعہ'۲۰۱۸ء، ص:۱۰۰۴]

☆......حضرت مولانا محمد امام الدین قادری ازہری اپنے سلسلۂ بیان میں آگے لکھتے ہیں:

'ڈاکٹر خالد ثابت نے حضور تاج الشریعہ کے دورہ کے درمیان ایک کتاب بنام 'انصاف الامام امام اہل السنۃ العالم الربانی المجدد الشیخ احمد رضا خان البریلوی' تصنیف فرمارہے تھے۔جس میں امام احمد رضا خان پر لگائے گئے بے بنیاد الزامات کا خوب اچھی طرح قلع قمع کیا ہے اور حضور تاج الشریعہ کا تذکرہ بہت ہی نرالے انداز میں کیا ہے:

'منذ ایام اکتب هٰذه السطور استنارت مصر بزیارة الشیخ الکبیر محمد اختر رضا خان القادری الازهری المعروف بتاج الشریعة المفتی الاعظم بالهند حفید الام احمد رضا خان البریلوی والقائم علی جماعته، رأیت حدیثه عن جده الامام اکثر من حدیثیه عن نفسه، و اعتزازه بجده الامام الاعظم من اعتزاز نفسه و رأیت تمسکه بما ارساه جده من القواعد و من الثبات علی الحق مما یثیر الاعجاب حقاً۔کان الامام احمد رضا خان یحرم التصویر و کانت وفاته فی سنة ۱۹۲۱ ئوالیوم بعد ما یقرب من تسعین عاما علی وفاته حدثت فی الدنیا تغیرات هائلة و اصبح التصویر کالماء و الهواء لشعوب الارض لایکاد احد یتصور الحیاة اذا غاب التصویر عنها مع ذالک وجدت للشیخ الجلیل محمد اختر رضاضمن مؤلفاته کتابا فی تحریم التصویرو علمت من اتباعه و محبیه انه لا یسمح بالتصویر فی مجلسه حتی انه لا توجد له صورة متداولة بینهم۔

ورأیت اتأمل فی هٰذا الامر و اقول لنفسی :لو ان علماء الامة اتخذوا نفس الموقف من التصویر لربما اصبح العالم علی غیر الشکل القبیح الذی نراه علیه ،تأمل فی ابواب الفساد اللتی فتحت علی الدنیا کلها من باب التصویر وحده حتی تقدر لهٰئولاء الرجال جهودهم فی خدمة الدین و ثباتهم علی الحق ۔ نعم هٰذه فتاوی المخلصین، رجال الصادقین، الذین یدورون مع الحق حیث دار، لایلزمون انفسهم بغیره، و الایراعون فی ذالک الا الله، یعلموننا درسا مهما، فهواه: ان الباطل لا بد ان

یظل مرفوضا من اھل الحق مھما علا شانه و استشری و انشر ۔ نظرت الی وجه الشیخ الکبیر محمد اختر رضا و البھاء یکسوہ و السکینة و الوقار یجللانه و اسمتعت الی کلماته بلغة عربیة صحیحة تخرج من فمه فی قوة و ثقة تصدح بالحق المبین‘۔

یعنی جن دنوں میں اس کتاب کولکھ رہا تھا،تو مصرحضورتاج الشریعہ کی زیارت سے جگمگا اٹھا۔میں نے ان سے گفتگو کرنے کا شرف حاصل کیا،تو شیخ اپنی گفتگو کم کرتے ہیں ۔امام احمد رضا کی باتیں زیادہ کرتے ہیں ۔امام احمد رضا کی شان زیادہ بیان کرتے ہیں ۔میں نے دیکھا: امام احمد رضا نے ان کو جو مذہب ومسلک دیا،اس پر تاج الشریعہ اتنی مضبوطی سے قائم ہیں کہ آج دنیا دیکھ کر حیران ہے۔امام احمد رضا تصویر کوحرام قرار دیتے تھے۔امام کی وفات ۱۹۲۱ء میں ہوئی۔تقریباً ۹۰ رسال ہونے کو ہیں۔آج تصویر لوگوں کے درمیان ہوا،پانی کی طرح پھیل گئی ہے۔اس کے باوجود حضورتاج الشریعہ کی شان یہ ہے کہ میں نے ان کے محبین سے یہ بات جانی ہے کہ آپ اپنی مجلسوں میں آج بھی تصویر کی حرمت کے قائل ہیں۔یہ حق پر استقامت کی واضح دلیل ہے۔اسی بنیاد پر اللہ عزوجل نے آپ کو پوری دنیا کی نگاہ میں محبوب نظر بنا دیا ہے۔

میں سوچنے لگا اور دل ہی دل میں کہنے لگا،اگر پوری دنیا کے علما حضورتاج الشریعہ کے اس موقف کو اپنالیں،تو آج تصویر کی بنیاد پر پوری دنیا میں جو برائی اور بے حیائی پھیلی ہوئی ہے،وہ ساری برائیاں ختم ہو جائیں گی اور دنیا میں امن وامان قائم ہو جائے گا۔سن لو! یہ اللہ والوں کے فتاوی ہیں۔ایسے فتاوی اللہ کے مخلص بندے ہی دیتے ہیں۔اس پر ہمیشہ حق کے ساتھ قائم رہتے ہیں۔ چاہے،جہاں بھی ہوں،اسی کے ساتھ رہتے ہیں۔حق کے علاوہ اپنی ذات پر کسی چیز کو لازم نہیں کرتے۔حق کے معاملے میں اللہ کے علاوہ کسی کی رعایت نہیں کرتے ہیں۔جو ہمیشہ ہمیں یہی درس دیتے ہیں۔باطل چاہے،جتنا بڑھ جائے،برائی چاہے،جتنی پھیل جائے،اہل حق اس کے خلاف ہی فتوی دیتے ہیں۔میں نے حضورتاج الشریعہ کے نورانی رخ زیبا کو دیکھا ہے،جو پر وقار ہے،اس سے روشنی پھوٹتی ہے۔میں نے آپ کی بزبان عربی گفتگو بھی سنی ہے،جو فصیح وبلیغ ہے۔جو حق بیانی

میں رطب اللسان ہیں'۔ [ماہنامہ'سنی دنیا'بریلی شریف کا'نقوش تاج الشریعہ'۲۰۱۸ء،ص: ۱۰۰۴،۱۰۰۵]

حضرت مولانا سید محمد محسن رضا مصباحی، استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور، تاج الشریعہ کی حق گوئی کا نمونہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

'آپ کی حق گوئی کا اعلیٰ نمونہ دورۂ مصر ہے، جو آب زر سے تحریر کیے جانے کے قابل ہے۔ ۴؍مئی ۲۰۰۹ء میں جب حضور تاج الشریعہ نے مصر کا تبلیغی دورہ فرمایا، تو مصر کے بڑے بڑے علما و مشائخ آپ کے ارد گرد جمع ہو گئے اور فیوض و برکات سے سرشار ہوئے۔ انہیں مشائخ میں ایک شیخ سید طنطاوی بھی تھے۔ جنہیں حضور تاج الشریعہ سے دو مسائل میں اختلاف تھا۔ ایک یہ کہ شیخ طنطاوی 'اصحابی کالنجوم بائیهم اقتدیتم اهتدیتم' کی حدیث کو موضوع احادیث کے زمرے میں شمار کرتے تھے۔ جب دونوں بزرگوں کے مابین علمی گفتگو شروع ہوئی، تھوڑی دیر علمی بحث کے بعد حضور تاالشریعہ نے یہ فرمایا کہ یہ حدیث 'تلقی بالقبول' کی وجہ سے مقبول ہوگئی۔ اب شیخ طنطاوی کو اپنے مسئلے سے رجوع کے سوا کوئی چارہ نہ رہ گیا اور حضور تاالشریعہ کی علمی جولانیت کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔

دوسرا مسئلہ یہ تھا کہ شیخ موصوف حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد آزر کو سمجھتے تھے، نہ کہ تارخ کو۔ جب حضور تاج الشریعہ سے اس مسئلہ پر گفتگو ہوئی، تو آپ نے برجستہ گرفت فرمائی اور دلائل سے یہ ثابت بھی کیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد تارخ تھے اور آزر ان کے چچا تھے۔ چنانچہ شیخ موصوف آپ کی دلائل قاطعہ سے اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے اور امتنان و تشکر کے لہجے کے ساتھ اپنے موقف سے رجوع کرلیا'۔ [سالنامہ'تجلیات رضا'بریلی کا'جہان تاج الشریعہ نمبر ۲۰۱۸ء،ص: ۶۹۷]

حضرت مولانا ساجد علی رضوی، کرلا، بمبئی لکھتے ہیں:

'۲۰۰۹ء میں حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ مصر کے دورے پر تھے۔ ۵؍مئی کی صبح ۱۱؍بجے شیخ الجامعہ شیخ علی طنطاوی سے ملاقات طے پائی۔ مگر حضرت کو پہنچنے میں تاخیر ہوئی۔ پونے بارہ بجے آپ وہاں پہنچے۔ حضرت کو مخصوص راستے سے لے جایا گیا۔ خدام وزیٹنگ ہال میں پہلے ہی پہنچ گئے۔ جہاں برے بڑے کیمرے نصب تھے۔ خدام کو تشویش ہوئی کہ حضرت تصویر سے سخت پرہیز کرتے ہیں اور یہاں تو کیمرے لگے ہوئے ہیں۔ وہاں موجود شیخ الجامعہ کے پی اے سے بات

کی۔اس نے کیمرے بند کرنے سے انکار کر دیا۔ابھی گفتگو جاری تھی کہ شیخ الجامعہ حضور تاج الشریعہ کا ہاتھ تھامے سامنے سے برآمد ہوئے۔شیخ الجامعہ نے پی اے اور خدام کو گفتگو کرتے دیکھا، تو ماجرا معلوم کیا۔بتایا گیا کہ شیخ تاج الشریعہ کے نزدیک تصویر ممنوع ہیں۔یہ لوگ کیمرے بند کرانے کے خواہش مند ہیں۔شیخ الجامعہ نے سنا، تو حکم دیا:'کیمرے بند کر دو۔شیخ کا احترام ضروری ہے'۔ پھر پرسکون ماحول میں پچاس منٹ گفتگو ہوئی۔چشم حیرت کھلی رہ گئی کہ شیخ الجامعہ بغیر تصویر ملاقات نہیں ہوتی تھی۔مگر آج اس اصول کو توڑ دیا گیا۔انداز قلندرانہ کے آگے اصول شاہی دھرے کے دھرے رہ گئے۔بندہ جب خشیت الٰہی کا پیکر بن جائے، تو رب تبارک وتعالیٰ خود اس کا حامی و ناصر ہو جاتا ہے'۔[ماہنامہ'سنی دنیا'بریلی شریف کا'نقوش تاج الشریعہ، ۲۰۱۸ء، ص:۵۲۰]

حضرت مفتی محمد اسلم رضا میمن شیوانی تحسینی، دارالافتا ابوظہبی عرب امارات لکھتے ہیں:

'۲۰۱۰ء میں جب حضرت ابوظہبی تشریف لائے، تو ابتداءً میرے ہاں تشریف ہوئے۔یہیں کچھ آرام کے بعد تازہ وضو کے ساتھ غالباً مغرب یا عشا کی نماز ادا فرمائی۔اس دوران آپ کے کئی عقیدت منداور وہ عرب علما، جن سے حضرت کا سابقہ تعارف تھا، قرب و جوار سے آپ کی زیارت و صحبت کی غرض سے حاضر ہوئے۔ان سب کے ساتھ دس بارہ گاڑیوں میں ایک جلوس کی شکل میں یمن کے مشہور و معروف عالم دین حبیب علی جفری صاحب کی طرف روانہ ہوئے۔جہاں انہوں نے حضرت سے خصوصی وقت لے کر نہایت خوب صورت محفل سجا رکھی تھی۔بڑے بڑے علما، مشائخ اور احباب اہل سنت کو یہ کہہ کر دعوت دے رکھی تھی کہ آج ہمارے گھر ایک چاند کا ٹکرا اترنے والا ہے۔

اس مجلس میں حضرت کا بڑے پرتپاک طریقے سے استقبال کیا گیا۔حضرت کے تقوی و پرہیزگاری اور علمی وجاہت کا انتہائی لحاظ رکھتے ہوئے، ان مسائل میں، جن میں آپ ایک امتیازی ومحتاط موقف رکھتے تھے، [جیسے ویڈیو، تصویر کشی اور مروجہ دف کی حرمت وغیرہ] اس بارے میں کمال اہتمام کا مظاہرہ کرتے ہوئے میزبان نے علی الاعلان فرمایا کہ:'آج حضور کی آمد پر ہم ان سارے کاموں سے اجتناب کریں گے، تاکہ حضرت کو ایذا نہ ہو'اور پھر وہاں اس اعلان پر خوب عمل بھی ہوا۔قبلہ جفری صاحب کے ہاں حضور تاج الشریعہ نے عربی میں نعت شریف پڑھی اور نا صرف عام

لوگون نے، بلکہ اوقاف ابوظہبی کے زیر اہتمام 'فتوی سینٹر' کے مفتیانِ کرام نے بھی حضرت سے بعض شرعی مسائل میں رہنمائی حاصل کی۔

اس مناسبت سے حبیب علی جفری صاحب نے وہاں موجود علمائے کرام کے لیے حضرت سے اجازِ حدیث کی درخواست کی، جسے آپ نے قبول فرماتے ہوئے تمام موجود علما وطلاب کو اجازت حدیث شریف عطا فرمائی۔ محفل کے اختتام پر حضرت نے تازہ وضو کرنا چاہا، تو میزبان انہیں اپنے خاص کمرے میں لے گئے اور جب آپ نے جرابیں اتاریں، تو حبیب علی جفری صاحب نے انہیں اٹھالیا۔ بعد فراغت جب حضرت باہر آکر تشریف فرما ہوئے، تو حبیب علی جفری صاحب آپ کے قدموں میں بیٹھ کر جرابیں پہنانے لگے۔ حضرت نے بہت منع کیا کہ: 'آپ سید زادے اور عالم دین ہیں' لیکن میزبان مصر رہے اور بالآخر حضرت کو اپنے ہاتھوں سے جرابیں پہنائیں۔ میزبان نے اپنے خاص معاملات کے لیے حضرت سے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے انہیں خوب دعاؤں سے نوازا'۔ [ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ' ۲۰۱۸ء، ص: ۲۹، ۲۷، ۳۰، ۲۷]

راقم غلام جابر شمس نے عرس چہلم تاج الشریعہ کے موقع پر لکھا تھا کہ:

'۱۰ر جون [۲۰۱۳ء]، اس سال کو حضور تاج الشریعہ کی زندگی کا 'گولڈن ایئر' قرار دیا جانا چاہیے۔ اس برس بھی تاج الشریعہ نے عمرے کی سعادت حاصل کی۔ لیکن اس کی اخص الخصائص یہ کہ 'غسل کعبہ' میں شرکت اور 'اندرون کعبہ' داخل ہو کر زیارت، نماز کی ادائے گی اور دعا مانگنے کی سعادتیں میسر آئیں۔ اس کی دعوت کلید بردار کعبہ معظمہ کی طرف سے تاج الشریعہ کو پہلے ہی سے مل چکی تھی۔ ۱۰ر جون کو تاج الشریعہ اپنے صاحب زادے حضرت علامہ محمد عسجد رضا صاحب اور دیگر حضرات کے ساتھ غسل کعبہ میں شریک رہے تب اندرون کعبہ معظمہ داخل ہو کر نمازیں اور دعائیں مانگی۔ ۲۸ر منٹ کے طویل وقفے کے بعد جب تاج الشریعہ باہر نکلے، تو معتمرین وزائرین کی آنکھیں تاج الشریعہ کے انتہائی نورانیت سے منور مکھڑے پر مرتکز ہو کر رہ گئیں۔ مسرت انگیز حیرت واستعجاب سے دیکھنے والوں میں ہندوستانی و پاکستانی تو تھے ہی، سعودی، عربی، یمنی، شامی، مصری، جزائری، غرض تمام ہی عالم اسلام کے علما وخواص تھے۔ اس عظیم حصول سعادت پر جمیع اہل سنت کی باچھیں کھل اٹھی تھیں'۔ [تاج الشریعہ: ماہ وسال کے آئینے

میں،مصنفہ غلام جابر شمس،طبع بمبئی ۲۰۱۸،ص:۳۵،۳۶]

حضرت قاری محمد فیض النبی رضوی، استاذ جامعۃ الرضا، بریلی شریف اپنی آپ بیتی بیان کرتے ہوئے یعنی آنکھوں دیکھے احوال لکھتے ہیں:

’۱۶؍جنوری ۲۰۱۴ء بروز جمعرات جب میں لکھنو کے ایئرپورٹ سے جدہ کے لیے روانہ ہوا، تو ۱۷؍جنوری کو مکہ شریف حاضر ہوا۔ بعد نماز فجر مکہ شریف کی پر بہار فضاؤں میں جھومتا ہوا خانہ خدا کا طواف کر کے اطمینان قلب سے شاداں وفرحاں ہو کر سارے ارکان ادا کر لیے اور عمرہ جیسی عظیم نعمت سے میری فیروزمندیاں دوبالا ہوئیں اور میں اپنے آپ میں خوش تھا۔ اس لیے کہ ایک تو حرم شریف کی حاضری اور دوسرے ہمارے مربی ومرشد برحق جانشین مفتی اعظم ہند پیر طریقت رہبر شریعت حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی رفاقت حاصل ہوگئی۔ جب ہم عمرہ سے فارغ ہوئے، تو ۱۸؍جنوری ۲۰۱۴ء، یعنی تیسرے دن بروز ہفتہ خلیفہ تاج الشریعہ خالد مکی صاحب کی طرف سے بلاوا آیا، تو میں ان کے دولت کدہ پر حاضر آیا۔ شام کا وقت تھا۔ بڑا ہی پرکیف منظر، جو دیکھنے کے قابل، اس لیے کہ لوگ کہتے ہیں کہ مدینہ شریف میں اور مکہ شریف میں ’جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں منایا جاتا اور وہاں تو وہی لوگ ہیں۔

حالاں کہ ہم نے اس طرح پایا۔ الحمد للہ! جتنے بھی اہل سنت کے ماننے والے ہیں، چاہیں وہ عرب کے ہوں یا عجم کے، اللہ ورسول پر ایمان رکھتے ہیں، قرآن وحدیث کی اتباع کرتے ہوئے ضروری طور پر اپنے بزرگوں سے بڑی گہری محبت رکھتے۔ الحمد للہ! وہاں تو غوث وخواجہ کے علاوہ حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت اور حضور مفتی اعظم اور تاج الشریعہ علیہم الرحمہ کے ماننے سچے عاشق بھی موجود تھے۔ اس کی منظر کشی کچھ یوں ہے کہ جب میں شیخ خالد مکی، جو کہ سیدزادوں اور پرہیزگاروں میں شمار ہوتے ہیں، جب ان کے دولت کدۂ محبت میں پہنچا، تو بعد نماز مغرب ’میلاد شریف کا اچھا خاصا اہتمام تھا۔ سبھی حضرات نعت سرور کونین گنگنا کر جھومتے تھے۔ بڑا ہی دل نشین و پرکیف منظر تھا۔ اسی درمیان جانشین حضور مفتی اعظم ہند سیدی وسندی مرشد گرامی شہزادۂ مفسر اعظم حضور تاج الشریعہ کی آمد آمد ہوئی اور آپ کے ہم راہ حضرت مولانا مفتی محمد عاشق حسین کشمیری صاحب اور الحاج جناب یونس قریشی صاحب اور ان کے علاوہ چند مریدین بھی تھے، سارے مجمع میں سکوت طاری ہوگیا اور باادب یکے بعد دیگرے تمام علمائے عرب، جو حاضر تھے اور

شیوخ حضرات مصافحہ و دست بوسی فرمانے لگے۔

میرے دل کا عالم اور دو بالا ہوگیا اور محفل کا سماں وجد سا بنتا گیا۔ ایسا کیوں نہ ہو، اس لیے کہ ایسے سچے عاشق مصطفی کی آمد تھی اور حبیب خدا کا ذکر، جن کی زندگی عشق مصطفی کی سرمستیوں میں گزری۔ جن کی نعت کا یہ شعر اس کا کھلا ثبوت ہے:

زندگی یہ نہیں ہے کسی کے لیے   زندگی ہے نبی کی نبی کے لیے

کچھ دیر محفل چلنے کے بعد حضور تاج الشریعہ کی دعا پر محفل اختتام پذیر ہوئی۔ پھر آپ وہاں سے اپنے مرید خاص جناب طارق حسن صاحب کے اصرار پر ان کے دولت کدہ پر تشریف لے گئے۔ تو وہاں بھی سبھی لوگ آپ کے دیدار کے منتظر تھے اور اپنی انکھوں کو فرش راہ بنائے ہوئے تھے۔ یہاں پر ایک حسین منظر تھا۔ جب الحاج جناب طارق حسن صاحب کے گھر پہنچے، تو دوسرے دن عرب کے بڑے بڑے شیوخ حضرات یہاں بھی حضرت سے ملنے آئے۔ یہ جدہ کی سرزمین اور جانشین مفتی اعظم ہند کا یہ ادب و احترام۔ میں یہ منظر دیکھ کر تعجب میں پڑ گیا اور اللہ رب العزت کا شکر بجالایا کہ میرے مرشد گرامی حضور تاج الشریعہ کو ہر خاص و عام میں اتنا مقبول بنایا کہ جہاں جاتے، وہاں کا ہر شخص آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔

الغرض دوسرے دن یہاں بھی محفل میلاد شریف کا اہتمام کیا گیا۔ اہل عرب میں سے وہاں کے اچھے عمدہ نعت خواں، جو عربی زبان میں ماہر، وہ بھی موجود تھے۔ الحمد للہ! یہاں بھی محفل کا رنگ الگ نوعیت کا حامل تھا۔ لگ رہا تھا کہ فرشتے آسمان سے فرش گیتی اتر آئے ہیں اور حمد خدا اور معت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم میں سارا مجمع ڈوبا ہوا تھا۔ بالآخر محفل اپنے اختتام کو پہنچی۔ الحمد للہ! جانشین حضور مفتی اعظم ہند نے خود عربی میں عشق مصطفی میں جھوم کر صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا۔ میں بھی حضرت کے پیچھے تھا اور عرب کے بڑے بڑے شیوخ حضرات بھی صلوٰۃ وسلام پڑھ رہے تھے۔ اسی درمیان میری نظر ایک ایسے حسین و جمیل نوجوان شیخ پر پڑی، جو اپنے سر کو جھکائے خاموشی سے کھڑے تھے۔ میں نے جب بار بار ان کے چہرہ کو دیکھا کہ سارا مجمع صلوٰۃ وسلام پڑھ رہا ہے اور یہ شیخ بالکل خاموشی کے عالم میں ہیں۔ آخر وجہ کیا ہے؟ میرے دل میں تخیلات کا ایک سمندر جمع ہو

گیا۔ میں زبان سے صلوٰۃ وسلام پڑھتا، تو نظروں سے بار باران کے چہرہ کی طرف دیکھتا۔ یہاں تک کہ وہ آخر سلام تک یوں ہی خاموشی سے کھڑے رہے۔

جیسے ہی حضرت نے صلوٰہ وسلام کے بعد دعا فرمائی، تو دعا کے بعد فوراً تمام شیوخ حضرات نے حضرت سے مصافحہ کیا اور دست بوسی کی۔ یکے بعد دیگرے دست بوسی کرتے رہے اور باہر نکلتے رہے۔ جب ان شیخ کی باری آئی، جو سلام میں خاموش تھے، تو ان سے حضرت نے برجستہ فرمایا: 'تمہارے والد کی طبیعت کیسی ہے؟'۔ اتنا سننا تھا کہ ان شیخ کی آنکھوں میں غم وحزن کا طوفان سمٹ آیا اور عرض کیا: 'حضور! طبیعت علیل ہے اور آئی سی یو میں ایڈمٹ ہیں۔ آپ ان کے لیے دعا فرمائیں'۔ یہ کہہ کر وہ وہاں سے روانہ ہو گئے۔ پھر گاڑی میں انہوں نے تمام شیوخ کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا۔ فوراً انہیں میں ایک شیخ نے خلیفہ تاج الشریعہ سید خالد مکی صاحب سے بذریعہ فون رابطہ کیا۔ اس وقت میں وہیں موجود تھا۔ انہوں نے کہا:

'کہ ابھی آپ کے شیخ کی ایک کرامت ظاہر ہوئی۔ میرے ساتھ ایک شیخ ہیں۔ ان کے والد آئی سی یو میں ایڈمٹ ہیں۔ ہم سے بھی کسی کو خبر نہیں۔ لیکن ان شیخ نے جب حضور تاج الشریعہ سے دست بوسی کا شرف حاصل کیا، تو آپ نے ان کے والد کے بارے میں دریافت کیا کہ: 'آپ کے والد کی طبیعت کیسی ہے؟'۔ حالاں کہ شیخ کی حضور تاج الشریعہ سے یہ پہلی ملاقات تھی اور شیخ کہہ رہے ہیں کہ میرے والد کی طبیعت کیسی ہے۔ حضور تاج الشریعہ سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔ آپ کے شیخ کی یہ کرامت سن کر ہمارے دل نور نور اور خوشی سے باغ باغ ہوئے جارہے ہیں'۔

انہیں ایام میں مکہ شریف کے ایک شیخ، جو الشیخ سید ہاشم المہدی المکی کے نام سے معروف ومشہور ہیں، جو ایک سنی حنفی جید عالم دین بھی ہیں، وہ اپنے دولت کدہ پر ہر جمعہ کو محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اہتمام کرتے ہیں اور جس میں سے ایک محفل میں راقم السطور کو حاضری کی سعادت بھی ملی، وہ تاج الشریعہ کی بارگاہ میں حاضر آئے اور نہایت ہی ادب واحترام کے ساتھ آپ سے ہم کلام ہوئے اور حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ میں خانہ کعبہ شریف کے غلاف کا ایک ٹکڑا بطور تحفہ پیش کیا، جسے حضرت نے شرف قبولیت بخشا۔ پھر یہ سلسلہ یوں ہی تین چار دن تک مسلسل جاری رہا کہ عرب شیوخ

آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے اور سند حدیث کی اجازت طلب کرنے پر حضور تاج الشریعہ انہیں اجازت سے مشرف فرماتے۔

پھر اس کے بعد راقم السطور نے حضور تاج الشریعہ کی معیت میں مکہ شریف کا رخ کیا اور ارکان عمرہ ادا کرنے کی غرض سے مطاف میں حاضر ہوا۔ حضرت کمزوری کے سبب وہیل چیئر پر تھے اور لوگ باری باری حضرت کی وہیل چیئر پکڑ کر حضرت کو طواف کرا رہے تھے کہ اسی میں میری بھی قسمت کا ستارہ عروج پر تھا کہ مجھے بھی خانہ خدا کے سامنے اپنے پیر و مرشد کی خدمت کرنے کا شرف حاصل ہوا اور میں نے حضرت کی وہیل پکڑ کر کافی دیر طواف کرایا کہ ایک طرف تو میں خانہ کعبہ کا طواف ادا کر کے رب کی اطاعت و فرمابرداری بجالا رہا تھا، تو دوسری طرف اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں بھی حاضری کی سعادت حاصل کر رہا تھا۔ کبھی میں خانہ کعبہ کے مقدس منظر کو دیکھتا، تو کبھی اپنے مرشد کے نورانی چہرہ کو اور دل ہی دل میں خوش ہوتا اور اس مقدس ساعت کو اپنی زندگی کا سب سے اہم اور خوش نصیب حصہ تصور کرتا۔ پھر ہم سبھی نے حضرت سے دعاؤں کی درخواست کی، تو حضرت نے طواف مکمل کرنے کے بعد ہم سبھی کے لیے اور جملہ حاضرین اور مریدین کے لیے مختصر اور پر مغز دعا کی۔ پھر دیگر ارکان کرنے کے بعد عمرہ سے فارغ ہو کر جدہ واپس آ گئے۔

پھر ایک دو دن جدہ میں قیام کے بعد حضور تاج الشریعہ نے مدینہ شریف کا قصد کیا اور آپ کے ہم راہ مریدین کی ایک بڑی جماعت تھی۔ جب یہ قافلہ مدینہ شریف کی طرف رواں دواں تھا، تو راستہ میں ایک پر کیف منظر تھا اور جیسے جیسے مدینہ شہر آتا جا رہا تھا، تو دل کی دھڑکن تیز سے تیز ہوتی جا رہی تھی اور دل بے چین، بے قرار ہوتا جا رہا تھا اور لبوں پر بس حضرت کا یہ کلام جاری تھا:

سنبھل جا اے دل مضطر مدینہ آنے والا ہے

لٹا اے چشم تر گوہر مدینہ آنے والا ہے

یہاں تک کہ وہ مبارک ساعت بھی آ گئی، جس کا ہمیں بڑی بے صبری سے انتظار تھا اور ہم مدینہ کی گلیوں مین گردش کر رہے تھے اور اچانک ہمیں وہ منظر بھی نظر آیا، جس کا ایک نظارہ کرنے کے لیے انسان زندگی بھر تڑپتا رہتا ہے اور دعائیں مانگتا رہتا ہے کہ اے پروردگار! ہمیں اپنے

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دیار کی زیارت نصیب فرما اور جب ہم نے گنبد خضری کا نظارہ اور نور سے معطر فضاؤں کو دیکھا، تو زبان پر پیر و مرشد کا یہ شعر آ گیا:

وہ چمکا گنبد خضری وہ شہر پر ضیا آیا   ڈھلے اب نور میں پیکر مدینہ آنے والا ہے

وہ کیا مبارک ساعت تھی کہ ہم اپنے پیر و مرشد سیدی وسندی حضور تاج الشریعہ کی معیت میں رحمت عالم نور مجسم سرور عالم جان کائنات فخر موجودات حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کر رہے تھے۔ میرے پیر و مرشد حضور تاج الشریعہ آگے آگے اور ہم حضور تاج الشریعہ کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے اور جب آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ مبارکہ کی جانب تشریف لے جا رہے تھے، اس وقت آپ کا انداز بڑا ہی نرالا، آنکھیں اشک بار، دل بے چین و بے قرار، سر جھکائے ہوئے غایت ادب و احترام کے ساتھ اور لبوں پر درود وسلام کی ڈالیاں جلوہ بکھیرے ہوئے تھیں اور ہم بھی حضور تاج الشریعہ کی معیت میں لبوں پر درود وسلام کی ڈالیاں سجائے ہوئے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ وہ کیا سماں تھا، چاروں طرف انوار و تجلیات کی بارشیں ہو رہی تھیں۔ جس طرف بھی دیکھو، ایک حسین منظر نظر آتا تھا۔ لیک جب نگاہ روضہ رسول پر پڑی، تو ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ پوری کائنات کی رونق روضہ رسول میں سمٹ آئی ہو اور بے ساختہ زبان پر یہ شعر جاری ہو گیا:

غبار راہ انور کس قدر پرنور ہے اختؔر
تنی ہے نور کی چادر مدینہ آنے والا ہے

پھر جب حضور تاج الشریعہ ہلکے ہلکے قدموں سے مواجہہ شریف کی طرف بڑھ رہے تھے اور نوری فضاؤں میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل آپ کا نورانی چہرہ بھی چمک، دمک رہا تھا تو لوگ آپ کو دیکھ کر بڑے ہی تعجب سے پوچھتے کہ: 'یہ شیخ کون ہیں؟۔ اور کہاں سے تشریف لائے ہیں؟۔ اور اس طرح روضہ رسول کے قریب پہنچے، تو آپ نے بڑی ہی درد بھری آواز میں اس بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں درود وسلام کی ڈالیاں نچھاور کیں، جس بارگاہ میں صبح و شام فرشتوں کی جماعت درود وسلام پیش کرتی ہے۔ جس کے بارے میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت

یوں گویا ہوتے ہیں:

ستر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام یوں بندگی زلف ورخ آٹھوں پہر کی ہے

اور آپ نے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کا لکھا ہوا سلام:

کعبہ کے بدر الدجیٰ تم پہ کروروں درود طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروروں درود

حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی بارگاہ میں پیش فرمایا اور کافی دیر تک مواجہہ شریف میں حاضری کی سعادت حاصل کر کے آپ اپنی قیام پر تشریف لے آئے۔ پھر آپ اپنی قیام گاہ پر تین چار دن ٹھہرے رہے اور وقتاً فوقتاً سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل کرتے رہے۔ جب آپ قیام گاہ پر تشریف فرما ہوئے، تو وہاں بھی آپ کی سرپرستی میں محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد ہوا اور پھر کچھ دیر محفل چلنے کے بعد حضور تاج الشریعہ کی دعا پر محفل کا اختتام ہوا اور وہاں لوگوں کی بھیڑ جمع ہوگئی، جو آپ کے دیدار سے مشرف ہونا چاہتی۔ یوں ہی تین چار دن تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ پھر حضور تاج الشریعہ وہاں سے روانہ ہو کر جدہ تشریف لائے۔' [ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ' ۲۰۱۸ء، ص: ۷۷۷ تا ۷۸۱]

حضرت مولانا محمد حنیف رضوی شیرانی، سربراہ سنی تبلیغی جماعت شیرانی آباد لکھتے ہیں:

'یہ ماہ ربیع النور شریف ۱۴۳۵ھ مطابق جنوری ۲۰۱۴ء کی بات ہے، جب فقیر قادری کو دوسری بار عمرہ پر جانے کا شرف حاصل ہوا۔ عمرہ سے فارغ ہو کر جب مدینہ منورہ پہنچے، تو مسجد میں اچانک شہزادۂ فقیہ ملت حضرت مولانا مفتی محمد انوار احمد امجدی صاحب قبلہ سے ملاقات ہوگئی۔ علیک سلیک کے بعد مفتی صاحب نے اطلاع دی کہ حضور تاج الشریعہ بھی عمرہ کے لیے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ از یں قبل مکہ مکرمہ میں حضرت کے ایک عقیدت مند نے بھی یہ اطلاع دی تھی۔ ساتھ ہی انہوں نے یہ تمنا ظاہر کی تھی کہ وہ حضرت سے مرید ہونا چاہتے ہیں۔ اسی طرح تقریباً دس نوجوان تھے، جو حضرت سے شرف بیعت چاہتے تھے۔ وہ سب بھی ساتھ ہو لیے۔ تفتیش کرنے پر معلوم ہوا کہ حضرت مکہ شریف سے گزشتہ رات مدینہ شریف تشریف لا چکے ہیں۔ جیسے تیسے آپ کی قیام گاہ کا پتا معلوم کیا۔ آپ 'سوق بدر' میں قیام فرما تھے۔ آپ کے ایک پاکستانی مرید کے ساتھ مل کر ابھی ہم

سوق بدر میں تلاش کر ہی رہے تھے کہ ایک بڑے مکان سے حضور والا باہر تشریف لاتے دیکھائی پڑے۔ساتھ میں بمبئی کے کچھ احباب تھے۔محترم یونس رضوی قریشی، جو حضرت کے مرید اور خادم ہیں اور بیرون ملک کے اسفار میں اکثر حضرت کے ساتھ رہے ہیں۔انہوں نے دور سے دیکھ کر پہنچان لیا۔حضور تاج الشریعہ اپنی گاڑی میں سوار ہو رہے تھے کہ ہم پہنچ گئے۔دست بوسی، مزاج پرسی اور رسمی گفتگو کے بعد میں نے عرض کیا: 'حضور! مارے یہاں کے دس نو جوان، جو بسلسلہ روزگار یہاں آئے ہو ہیں، آپ کے دامن ارادت سے وابستہ ہونا چاہتے ہیں۔آپ نے وہیں سب کو داخل سلسلہ فرمالیا۔

آپ کی مدینہ شریف میں عادت تھی کہ اکثر رات میں بارگاہ رسالت کی حاضری کے لیے تشریف لاتے۔ایک بار چار گاڑیوں کے ساتھ آپ کا قافلہ حاضری کے لیے روانہ ہوا۔ہمیں بھی معیت کا حکم فرمایا۔ہم نے سعادت مندی سمجھتے ہوئے لبیک کہا اور آپ کے نورانی قافلہ میں شامل ہو گئے۔قیام گاہ سے سیدھے مسجد نبوی شریف حاضر ہوئے۔ہم باب السلام سے ہو کر آپ کے پاس پہنچنا چاہتے تھے اور حضرت باب جبرئیل سے داخل ہوئے۔جوں ہی آپ باب جبرئیل سے مسجد نبوی میں داخل ہونے لگے، پولیس والوں نے روکنے کی کوشش کی۔لیکن یونس بھائی نے کہا: 'ھٰذا شیخ اکبر من الھند' اور پھر انہوں نے کوئی مزاحمت نہیں کی۔لیکن جب حضرت جنت البقیع شریف والی سائڈ مسجد نبوی شریف کے صحن میں جلوہ افروز ہوئے، عوام نے آپ کو پہنچان لیا اور رفتہ رفتہ خاصی بھیڑ جمع ہونے لگی۔یونس بھائی بار بار تاکید کرتے رہے۔آپ لوگ زیادہ ہجوم نہ کریں۔یہاں کا ماحول الگ ہے۔آپ لوگوں کو بھی پریشانی ہو سکتی ہے اور حضرت کو بھی یہ لوگ پریشان کر سکتے ہیں۔لیکن خلق خدا تھی، جو زیارت کے لیے بے چین تھی۔اس دوران رات کے پچھلے پہر ریاض الجنۃ میں آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی اور مواجہہ شریف میں کوئی آدھا گھنٹہ تک نیازمندانہ صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا بھی موقع ملا۔مدھم آواز میں جذبات عشق سے مغلوب ہو کر خراج عقیدت پیش کرنے کا وہ منظر اب تک نگاہوں میں گھومتا ہے۔بارگاہ رسالت کی حاضری سے فراغت کے بعد بالترتیب افضل الخلق بعد الرسل سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق

اعظم رضی اللہ عنہما کی بارگاہوں میں بھی خوب ہدیہ سلام عرض کیا۔ ہم نے دیکھا کہ حضور تاج الشریعہ نے اس موقع پر اپنے تمام حلقۂ احباب و ارادت کے لیے دعائیں کیں ۔ اس نیاز سے فارغ ہو کر حضور والا باب جبرئیل سے واپس ہوتے ہوئے اپنی قیام گاہ پر تشریف لے گئے اور ہم دست بوسی کر کے اپنے احباب کے ساتھ اپنے ہوٹل پہنچ گئے‘۔ [ماہنامہ ’سنی دنیا‘ بریلی شریف کا ’نقوش تاج الشریعہ‘ ۲۰۱۸ء، ص: ۷۳۵، ۷۳۶]

حضرت مولانا محمد منور عتیق صاحب، فاضل دمشق، ریسرچ اسکالر برہنگھم یونیورسٹی، انگلینڈ لکھتے ہیں:

’رمضان شریف ۲۰۱۷ء میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی مدینہ طیبہ اور مواجہ اقدس کی آخری حاضری میں ساتھ رہنے کا شرف بھی راقم الحروف کو نصیب ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ سے قلبی و علمی وابستگی کے بعد مجھ میں تخصص فی الافتا اور معقولات میں بڑھنے کا شوق مزید بڑھا‘۔ [سالنامہ ’تجلیات رضا‘ بریلی کا ’جہان تاج الشریعہ نمبر ۲۰۱۸ء، ص: ۹۳۲]

جناب قاری محمد افروز خان رضوی، مسجد عمر بن خطاب، ابہا سعودی عرب لکھتے ہیں:

’حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی آمد کے موقع پر شایان شان دربار رسول میں آپ کے مریدین، متوسلین، معتقدین استقبال کرتے ہیں۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کے وقت بہت ہی ادب و احترام کرتے ہیں۔ بھیگی پلکوں کے ساتھ شرف زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔ گھنٹوں سرکار مدینہ کی بارگاہ میں گریہ وزاری کا ماحول رہتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ ’جنت البقیع‘ میں حاضری کے وقت اپنے قدم کو بڑے ادب و احترام کے ساتھ راستوں پر رکھتے ہیں۔ ابناء النبی اور بنات النبی، ازواج النبی اور اصحاب النبی کی بارگاہوں میں دعاؤں کے وقت آنکھیں اشک بار رہتی ہیں اور بالخصوص آپ کی دعائیں دنیائے اہل سنت اور عوام اہل سنت کی سلامتی اور امن و سکون، عقائد حقہ کی حفاظت اور مظلومین کی ہمدردی کے لیے ہوا کرتی ہیں‘۔ [تجلیات تاج الشریعہ، مرتبہ مولانا شاہد القادری، طبع بمبئی، ۲۰۰۹ء، ص: ۷۲]

حضور تاج الشریعہ نے اس برس ماہ رمضان میں عمرہ کی سعادت حاصل کی تھی۔ غلام مصطفیٰ

رضوی آنکھوں دیکھا حال لکھتے ہیں:

'خلیفہ تاج الشریعہ مولانا عاقب فریدی قادری سے مجی شہباز رضوی نے رابطہ کیا۔ حضور تاج الشریعہ کی مدنی قیام گاہ کا پتا معلوم کیا۔ پھر 'ہوٹل ایلاف طیبہ' چل دیئے۔ جہاں اختر سنیت پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر تھا۔ چند ساعتوں میں قیام گاہ پہنچ گئے۔ ہم ہال میں رک گئے۔ برابر کے کمرے میں حضور تاج الشریعہ جلوہ بار تھے۔ ہال میں مولانا عاقب فریدی محبت سے ملے۔ طیبہ کی بہاروں کا تذکرہ ہوا۔ 'کنزالایمان' انگلش کی توسیع سے متعلق کچھ منصوبہ بندی رہی۔ علمی گفتگو جاری تھی۔ افریقہ و دیگر بلاد سے علما کی آمد کا سلسلہ جاری تھا۔ نماز عصر مولانا عاقب کی اقتدا میں ادا کی۔ سامنے کھڑکی سے سبز گنبد کا جلوہ نگاہوں کی تازگی بڑھاتا تھا۔ نماز سے فارغ ہوئے۔ علمائے کرام سے ملاقاتیں رہیں۔ افطار کا وقت قریب ہوا۔ محفل سج گئی۔ ہال پر ہو گیا۔ نعت و مناقب کے نذرانے ہند و پاک کے نعت خواں سوز بڑھا رہے تھے۔ اکابر کے کلام کی بات ہی نرالی ہے۔ ابھی بزم سجی تھی کہ روشنی بڑھی۔ حضور تاج الشریعہ بزم میں تشریف لے آئے۔ سب نگاہیں ادھر ہی تھیں، جدھر شمع طیبہ سے نور پانے والا اختر جلوے بکھیر رہا تھا۔ ان کی توجہ خاص ہم غلاموں کی جانب مبذول تھی۔ سبحان اللہ! کیسا نور افزا سماں، ایمان کی فصل ہری بھری ہو گئی۔ طیبہ کی بہاروں میں نورانی وجود حرارت ایمانی بڑھا رہا تھا۔ بہت اطمینان سے آپ تشریف فرما تھے۔ اس درمیان ثنا خوانی جاری تھی۔ کلام الامام امام الکلام سے محبتوں کی سوغات بٹ رہی تھی واقعی امام اہل سنت اعلیٰ حضرت کے اشعار کی معنویت اور روح در طیبہ پر کھلتی ہے۔ ہر ہر شعر اپنے باطن کی خوش بو سے آشنائی بخشتا ہے۔ پھر حضور تاج الشریعہ نے سبز گنبد کی ان بہاروں میں داخل سلسلہ فرمایا اور افطار کو تشریف لے گئے۔ ہم نے موجود علما و خواص کے ساتھ افطار کیا۔ حضور تاج الشریعہ کے دستر خوان پر قسم قسم کی نعمتیں تھیں۔ نماز مغرب باجماعت ادا کی۔ نماز کے بعد نیاز کا اہتمام تھا۔ استفادہ کیا۔ پھر مرشد کی بارگاہ سے رخصت ہوئے'۔ [سالنامہ 'تجلیات رضا' بریلی کا 'جہان تاج الشریعہ نمبر ۲۰۱۸ء، ص: ۴۹۴، ۴۹۵]

غلام مصطفی رضوی اپنے سلسلۂ بیان میں آگے لکھتے ہیں:

'ہوٹل میں اسباب رکھے۔ پھر تاج الشریعہ کے کاشانہ کو چل دیئے۔ ابھی افطار کو کچھ وقت

باقی تھا۔ثنا خواں نغمہ الاپ رہے تھے۔ہوائیں چل رہی تھیں۔سبز گنبد روبرو تھا۔مسجد نبوی کی بہاریں، ذکر مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے تر بتر زبانیں، ایس لگ رہا تھا، جیسے پھوہار پڑ رہی ہو، جیسے بادل گھر رہے ہوں، جیسے باران رحمت برس رہی ہو، جیسے کلیاں چٹک رہی ہوں، جیسے پھول کھل رہے ہوں، جیسے گلشن مہک رہے ہوں:

انہی کی بو مایہ سمن ہے انہی کا جلوہ چمن چمن ہے
انہیں سے گلشن مہک رہے ہیں انہیں کی رنگت گلاب میں ہے

حضور تاج الشریعہ کی زیارت نصیب ہوئی۔دست بوسی کا موقع ملا۔جوق در جوق زائرین آتے رہے۔دیدار کی لذت پاتے رہے۔آج بوقت افطار حضور تاج الشریعہ نے شرکا کے لیے دعا کی۔دم فرمایا۔چہرے پر نور کا پہرا تھا۔نعت خوانی ہوئی۔کلام الامام کی سوغاتیں کلام مفتی اعظم کی عطر بیزی، کلام اخترؔ کی نوا سنجی، سماں بندھ گیا۔یوں لگا، جیسے توشے بٹ رہے ہوں۔جیسے مرادوں سے دامن بھرے جا رہے ہوں۔جیسے سبز گنبد سے مدد مل رہی ہو۔جیسے فریاد رسی ہو رہی ہو۔جیسے حسرتیں پوری ہو رہی ہوں۔جیسے جھولیاں بھری جا رہی ہوں۔جیسے منہ مانگی مرادیں مل رہی ہوں:

ان کے در پہ اخترؔ کی حسرتیں ہوئیں پوری سائل در اقدس کیسے منفعل جاتا

افطار کیا۔نماز پڑھی۔سوئے حرم نبوی چل دیئے۔اب روزانہ کا معمول بن گیا کہ سر شام حضور تاج الشریعہ کے دولت کدہ پر پہنچ جاتے۔زیارت کرتے۔نعت خوانی سے کشکول مراد بھرتے۔طیبہ کی بہاروں میں ثنا خوانی لذت پاتے۔تشنہ لبی دور کرتے۔پھر پیاس بڑھاتے۔دیدار کی تمنا کو فروزاں کرتے۔پھر افطار کرتے۔آتے جاتے۔مراد پاتے۔تمنا بڑھاتے۔یوں ہی چار پانچ دن گزر گئے۔پھر وہ ساعت آئی کہ قافلے حجاز سے ہند آنے کو تھے۔حضور تاج الشریعہ کی ہند روانگی تھی۔ ۲۱؍رمضان کی سہ پہر تھی۔ہم کاشانہ تاج الشریعہ پہنچے۔آج بڑا کیف آور لمحہ تھا۔نماز عصر حضور تاج الشریعہ نے خود پڑھائی۔فراغ کے بعد نعت خواں محمد زبیر مکی و ڈاکٹر نثار احمد معرفانی کو آگے بلوایا۔مسند پر بیٹھایا۔حمد باری تعالیٰ پڑھی گئی۔کلام الامام سے آغاز ہوا۔آج یوم شہادت مولائے کائنات تھا۔کئی نسبتیں جمع تھیں۔صاحب نسبت جلوہ تھے۔محفل اشک بار کیے دیتی تھی:

خراب حال کیا دل کو پر ملال کیا
تمہارے کوچے سے رخصت نے کیا نہال کیا

کئی کلام کی حضور تاج الشریعہ نے خود فرمائش کی اور خود بھی پڑھ رہے تھے۔ لبہائے مبارک ہل رہے تھے۔ نعت خواں نے یہ کلام بھی پرسوز پڑھا۔ آنکھیں بھیگ گئیں:

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائیں کیوں
دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائیں کیوں

ابھی گلشن طیبہ کا ذکر چل رہا تھا۔ دشت طیبہ کی یادیں تازہ تھیں۔ محویت کا عالم طاری تھا۔ نغمہ دل چھڑ گیا:

سیر گلشن کون دیکھے دشت طیبہ چھوڑ کر
سوئے جنت کون جائے در تمہارا چھوڑ کر

نعت خواں نے گرہ لگائی۔ ایک ایک مصرع جذبات کی نمائندگی کر رہا تھا۔ طیبہ سے واپسی کا پیام روح کو زخمی کیے دیتا ہے۔ اس در کی حاضری، حضوری کی لذت سے آشنا کرتی ہے۔ جدائی جذبات کو مضمحل کر دیتی ہے۔ در محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے دوری عاشق کو کیسے گوارا ہو سکتی ہے۔ ابھی اس کلام کی تکرار جاری تھی کہ نعت خواں نے دوسرا کلام شروع کیا۔ حضور تاج الشریعہ نے خود مقطع کی تکرار فرمائی۔ کیف کے عالم میں:

مر کے جیتے ہیں جو ان کے در پہ جاتے ہیں حسنؔ
جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

محفل اختتام کو تھی۔ قبولیت کی ساعتیں، زبان اخترؔ سے نغمات بخشش امڈ رہے تھے۔ بخشش کے سفینے اترنے کو تھے۔ سبز گنبد سے قبولیت کی سند گویا عطا ہو رہی تھی۔ وہ ساعت سعید آئی، جب سب حالت قیام میں آ گئے۔ بصد ادب کھڑے ہو کر وہ عمل پیش کیا، جو اسلاف سے متوارث چلا آرہا ہے۔ پھر ارض طیبہ، سامنے جلوۂ محبوب، قبولیت کے لمحے، لفظ لفظ سے وضع ہونے لگے:

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

حضور تاج الشریعہ کی زبان مبارک سے جب سلام رضا کے اشعار ادا ہوتے، تو تپش محبت بڑھ جاتی۔ آنکھیں فرط عقیدت سے چھلک جاتیں۔ سراپائے مصطفی کا بڑا اچھوتا بیان بریلی کے تاجدار نے نظم کیا۔ حضور تاج الشریعہ نے درجنوں اشعار زیر سایہ گنبد خضری پڑھے، پڑھوائے۔ سنے اور سنوائے۔ پھر دعا فرمائی۔ عقیدے کے تصلب کا بیان، مسلک اعلیٰ حضرت پہ استقامت کی دعا، بے شک ایمان کے جوہر کی حفاظت کی دعا در محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر قبولیت کا تمغہ وصول کر رہی تھی:

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام	للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا
بلبل باغ مدینہ کو سنا دے اختر	آج کی شب ہے فرشتوں سے مباہات کی رات

اسی شب قافلہ سالار عشق سوئے ہند روانہ ہوئے۔[سالنامہ 'تجلیات رضا' بریلی کا 'جہان تاج الشریعہ نمبر ۱۸ ۲۰ء، ص: ۴۹۵ تا ۴۹۷]

حضرت مفتی محمد انوار احمد صاحب، اندور لکھتے ہیں:

'شہر عشق و محبت بریلی شریف ہو۔ شہر برکت و سیادت مارہرہ شریف ہو۔ ولایت و روحانیت کی راجدھانی اجمیر مقدس ہو۔ شہر پاک، بلد کریم مدینہ منورہ ہو۔ جہاں بھی میں نے دیکھا ہے کہ حضرت تاج الشریعہ علما و مشائخ اور عوام الناس کے مرجع اور محبوب نظر ہیں۔ جہاں بیٹھ گئے، میلا سا لگ گیا۔ مدینۃ الرسول میں میرے مشاہدے کی بات ہے کہ حضرت تاج الشریعہ 'ایلاف طیبہ ہوٹل' میں مقیم تھے۔ میں حاضر ہوا، تو دیکھا کہ اس شہر پاک میں بھی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فضل و کرم سے حضرت تاج الشریعہ کے چہرۂ پر ضیا کی ایک جھلک پانے کے لیے علما و مشائخ اور عوام الناس کی بھیڑ و قطار لگی ہوئی ہے۔'[سالنامہ 'تجلیات رضا' بریلی کا 'جہان تاج الشریعہ نمبر ۲۰۱۸ء، ص: ۹۰]

جناب شوکت حسین رضوی بریلوی، جو تاج الشریعہ کے رشتہ دار اور کراچی میں مقیم ہیں، مدینہ پاک کی حاضری سے متعلق لکھتے ہیں:

'حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حضرت از ہری میاں صاحب کا حال یہ ہوتا ہے کہ

مواجہ شریف میں گھنٹوں ایسا ساکت و جامد کھڑے رہ کر درود و سلام عرض کرتے ہیں کہ بدن میں جنبش تک نہیں ہوتی اور اس وقت ان کی رقت آمیز کیفیت صرف دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ میں نے دیکھا کہ گھنٹوں اسی طرح کھڑے رہتے ہیں۔ جب کہ ان پر تکان، نہ عجلت اور نہ ہی کسی اضطراب کا اثر محسوس ہوتا ہے۔ یہ بارگاہ رسالت میں ان کی قبولیت کی دلیل ہے‘۔ [تجلیات تاج الشریعہ، مرتبہ مولانا شاہد القادری، طبع بمبئی، ۲۰۰۹ء، ص: ۷۲]

حضرت مفتی شہاب الدین احمد نوری، استاذ دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف لکھتے ہیں:

’مدینہ منورہ طیبہ طاہرہ میں جب بارگاہ انور شریف میں حاضر ہوتے، تو وہی مطوع [حکومت سعودیہ کا کارندہ] جو سبھی زائرین کو مقامات مقدسہ کی زیارت سے روکتے اور ہٹاتے رہتے ہیں، وہی لوگ آپ کو باعث تخلیق کائنات جان ایمان سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مواجہہ اقدس شریف میں لے جاتے اور جب تک تاج الشریعہ علیہ الرحمہ بارگاہ ناز اقدس میں صلوٰۃ وسلام پڑھنا چاہتے، تو بڑے اطمینان وسکون کے ساتھ جی بھر کر پڑھتے اور وہی مطوع آپ کے ساتھ ہوتے، وہ بھی صلوٰۃ وسلام پڑتے تھے اور حضرت علیہ الرحمہ فارغ ہو جاتے، تو بڑی محبت سے آپ کی قیام گاہ تک لے جانے میں معین ہوتے تھے۔

ابھی چند سال قبل آپ عمرہ کے لیے حاضر ہوئے، تو خانہ کعبہ کے اندر آپ کو کافی دیر تک نماز پڑھنے اور اندرون کعبہ کی زیارت کا موقع نصیب ہوا۔ یہ آپ کی مقبولیت عامہ کی واضح دلیل ہے اور قبول فی الارض کا بین ثبوت ہے۔ جب تک آپ روئے زمین پر رہے، تب تک لوگوں کا میلہ لگا رہتا تھا اور جب اس دار فانی سے خلد بریں کو روانہ ہوئے، تو ایسا میلہ لگا کہ ماضی قریب کی کئی صدیوں کی تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے‘۔ [ماہنامہ ’سنی دنیا‘ بریلی شریف کا ’نقوش تاج الشریعہ‘ ۲۰۱۸ء، ص: ۸۰۴]

حضرت مولانا ساجد علی رضوی، کرلا، بمبئی لکھتے ہیں:

’دبئی میں حضرت گاڑی میں سوار ہو کر روانہ ہونے لگے۔ تو ایک خاتون آپ کا بوسہ لینے کے لیے قریب آنے لگی۔ اسے روک دیا دیا گیا۔ حضرت نے پوچھا: ’کیا ہوا؟‘۔ بتایا کہ حضور! ایک خاتون

دست بوسی کرنے آرہی تھی۔تو فرمایا:’نہیں،نہیں‘۔[ماہنامہ’سنی دنیا‘بریلی شریف کا’نقوش تاج الشریعہ‘۲۰۱۸ء ص:۵۲۲]

حضرت مولانا محمد رستم علی علیمی قادری،خطیب و امام خالد بن ولید مسجد القوز،دبئی لکھتے ہیں:

’دبئی کی سرزمین پر جب حضرت قدم رنجہ فرماتے تھے،ایئر پورٹ پر انسانوں کا طوفان اور استقبال کرنے والوں کا ہجوم دیکھ کر یہاں کا عملہ محو حیرت رہتا۔استقبال کرنے والوں میں صرف انڈیا اور پاکستان کے لوگ نہیں ہوتے،بلکہ یہاں کے شیوخ کا ایک بڑا طبقہ ہوتا تھا۔یہی وجہ ہے کہ یہاں کے اوقاف کی مسجدوں میں جہاں پہلے سے مائک چالو تھا،مگر جب حضرت تشریف لاتے،تو بغیر مائک کے نماز پڑھاتے۔اللہ نے وہ رعب و دبدبہ عطا فرمایا تھا،کسی کو کچھ کہنے کی جرأت نہیں ہوتی۔یہاں کے علما اور شیوخ کا ایک طبقہ آپ کے حلقۂ ارادت میں تھا۔آپ کی آمد کی برکت سے سیکڑوں لوگوں نے صلح کلیت سے اور وہابیت سے توبہ کی۔

میری پہلی ملاقات محترم اشرف بھائی رضوی کے کاشانہ پر ہوئی۔ملاقات کے وقت لوگ آتے تھے اور دست بوسی کرکے چلے جاتے تھے۔میری دلی یہ خواہش تھی۔کچھ خدمت کا موقع میسر آجائے۔اللہ کا کرم ہوا۔جب میں دست بوسی سے فارغ ہوا،تو فوراً کسی کا فون آگیا۔حضرت لیٹ کر بات کرنے میں مصروف ہوگئے۔میں نے موقع بہتر جانا۔میرے ساتھ مولانا اختر رضا نوری بھی تھے۔میں نے ان کی جانب،انہوں نے میری جانب اشارہ کیا۔دونوں نے قدم مبارک کو دبانا شروع کیا۔خوشیوں کی انتہا نہ رہی۔گویا زندگی کی معراج ہوگئی۔

دبئی کی سرزمین پر جب حضرت کی کرم فرمائی ہوتی تھی،عقیدت کیش کثیر تعداد میں قلب ونظر بچھائے دست و پا کو بوسہ دیتے تھے۔پروگرام میں لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نظر آتا تھا۔عرب،یمن،سیریا کے بڑے بڑے شیوخ فرط عقیدت،وفور محبت میں گلہائے عقیدت ومحبت کے گلشن نچھاور کرتے تھے۔مجھ فقیر پر بھی کرم کا بادل برسا۔محترم سید یوسف رضوی صاحب کی وساطت سے دبئی کی سرزمین پر’جماعت رضائے مصطفیٰ‘کے اہم ذمہ داران کی موجودگی میں مجھے اور مولانا اختر رضا نوری کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کی خلافت سے سرفراز فرمایا‘۔[ماہنامہ’سنی دنیا‘بریلی شریف کا’نقوش

تاج الشریعہ۲۰۱۸ء،ص:۷۴۳]

مشہور خطیب حضرت علامہ محمد ابو الحسین حقانی صاحب دربھنگہ لکھتے ہیں:

'ایک ڈاکٹر صاحب، جو حضرت کے مرید ہیں، کہتے ہیں: 'میں حضرت صاحب کے ساتھ عمرہ کرنے گیا۔ میرے بال بچے بھی ساتھ تھے۔ حضرت کی نظر ظاہری طور پر کمزور ہوگئی تھی۔ وگرنہ اللہ نے تو انہیں بصیرت کی آنکھیں عطا فرمائی تھیں۔ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں: 'میں حضرت کے ساتھ گیا۔ بڑی بھیڑ تھی۔ حضرت وہیل چیئر پر تھے۔ اچانک فرمانے لگے: 'ڈاکٹر صاحب! مجھے حجر اسود کا بوسہ لینا ہے'۔ کہتے ہیں: 'میں پریشان ہوا۔ اتنے رش میں، حضرت کی طبیعت بھی علیل ہے۔ دھکے بھی پڑتے ہیں۔ حجر اسود کا بوسہ لینا کوئی آسان کام تو نہیں ہے'۔ کہتے ہیں: 'میں ان کو حجر اسود کے سامنے لے گیا۔ جیسے ہی حضرت حجر اسود کے سامنے پہنچے، انہوں نے عینک اتاری اور عینک اتار کر جیسے ہی وہ کھڑے ہوئے، جتنا مجمع تھا، وہ آدھا آدھا، اِدھر اُدھر ہوگیا اور ایک شخص بھی حجر اسود کے سامنے موجود نہیں رہا'۔ کہتے ہیں: 'دو پولیس والے دوڑے آئے۔ حضرت کے ساتھ کھڑے ہوئے۔ حضرت نے اپنی مرضی سے بوسہ لیا اور بوسہ لے کر جب وہیل چیئر پہ بیٹھے، تو رش دوبارہ سے شروع ہوگیا'۔

[سالنامہ 'تجلیات رضا' بریلی کا 'جہان تاج الشریعہ نمبر ۲۰۱۸ء، ص:۶۰۳]

حضرت مفتی شہاب الدین احمد صاحب، براؤں شریف لکھتے ہیں:

'تاج الشریعہ کی مقبولیت عامہ کا تو یہ حال ہے کہ مدینہ منورہ طیبہ طاہرہ میں جب بارگاہ انور شریف میں حاضر ہوتے، تو وہی مطوع [حکومت سعودیہ کا کارندہ] جو سبھی زائرین کو مقامات مقدسہ کی زیارت سے روکتے اور ہٹاتے رہتے ہیں، وہی لوگ آپ کو باعث تخلیق کائنات جان ایمان سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مواجہ اقدس شریف میں لے جاتے اور جب تک تاج الشریعہ علیہ الرحمہ بارگاہ ناز اقدس میں صلوٰۃ وسلام وغیرہ پڑھنا چاہتے، تو بڑے اطمینان وسکون کے ساتھ جی بھر کر پڑھتے اور وہی مطوع آپ کے ساتھ ہوتے، وہ بھی صلوٰۃ وسلام پڑھتے تھے اور جب حضرت فارغ ہوجاتے، تو بڑی محبت سے آپ کی قیام گاہ تک لے جانے میں معین ہوتے تھے۔ ابھی چند سال قبل آپ عمرہ کے لیے حاضر ہوئے، تو خانہ کعبہ کے اندر آپ کو کافی دیر تک نماز پڑھنے اور اندرون

کعبہ کی زیارت کا موقع نصیب ہوا۔ یہ آپ کی مقبولیت عامہ کی واضح دلیل ہے اور قبول فی الارض کا بین ثبوت ہے، جب تک آپ روئے زمین پر رہے، تب تک لوگوں کا میلہ لگا رہتا تھا اور جب اس دار فانی سے خلد بریں کو روانہ ہوئے، تو ایسا میلہ لگا، ماضی قریب کی کئی صدیوں کی تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ [سالنامہ ُتجلیات رضا' بریلی کا ُجہان تاج الشریعہ نمبر ۲۰۱۸ء، ص: ۶۳۷]

حضرت مفتی محمد عبد السلام رضوی مصباحی لکھتے ہیں:

ُرمضان المبارک کے اول عشرہ میں مدینہ منورہ میں رسول پاک کے دیار و جوار میں، میں نے حضور تاج الشریعہ کو دیکھا کہ بیس رکعت نماز تراویح آپ خود ُدار الہجرۃ' میں پڑھاتے تھے۔ عاشقوں کا ازدحام کثیر و جم غفیر کہ جگہ ملنا مشکل اور ہر ایک کمال عقیدت و محبت کے ساتھ شریک ہوتا۔ اس موقع پر میں نے دیکھا کہ حضور تاج الشریعہ رات میں نصف رات گزر جانے کے بعد تقریباً ایک اور دو بجے رات میں حاضری دینے اندر گراؤنڈ ہو کر تشریف لائے اور جیسے ُباب السلام' سے اندر آ کر ُریاض الجنۃ' میں دوگانہ ادا فرماتے۔ پھر وہیں بیٹھ کر قرآن پاک کی تلاوت فرماتے۔ غالباً محمد طارق بھائی ساتھ میں رہتے تھے۔ انہیں اتنے میں سیکڑوں لوگ حضرت کی زیارت کے لیے بھیڑ لگا لیتے تھے اور لوگ کوشش کرتے کہ حضور تاج الشریعہ کے ساتھ مواجہ اقدس سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضری دیں۔ یہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی محبوبیت کی دلیل ہے'۔ [سالنامہ ُتجلیات رضا' بریلی کا ُجہان تاج الشریعہ نمبر ۲۰۱۸ء، ص: ۷۲۷]

حضرت مفتی محمد افضال رضوی، مرکزی دار الافتا بریلی شریف لکھتے ہیں:

ُبقول شہزادۂ تاج الشریعہ قائد ملت حضرت علامہ عسجد رضا خان صاحب مدظلہ العالی اور عزت مآب حاجی یونس صاحب قریشی یہی منظر اس وقت نظر آیا، جب حضور تاج الشریعہ میزبان رسول حضرت سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مزار پاک پر حاضری دینے استانبول ترکی تشریف لے گئے۔ حاضری دے کر جب باہر نکلے، تو دیکھا راستہ کے دونوں طرف جم غفیر ہے، جو قطار در قطار کھڑا ہے۔ حضور تاج الشریعہ کو دیکھتے ہی سبحان اللہ سبحان اللہ، اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدائیں لگانے لگے اور حضور سے نیاز حاصل کرنے کے لیے بے تاب ہو گئے۔ قطار میں مرد و زن دونوں تھے۔ عورتوں کو

سختی سے روکا گیا کہ ہوتھ نہ لگائیں۔مگر عورتوں کی بے تابی کا عالم عجیب۔فوراً عورتوں نے اپنے ہاتھوں کو کپڑے میں چھپا کر کپڑے سے حضور کے عمامہ کا شملہ پیچھے سے چھو کر چوما اور برکت حاصل کی۔ ان لوگوں کی بے تابی قابل دید تھی‘۔[ماہنامہ’سنی دنیا‘بریلی شریف کا’نقوش تاج الشریعہ‘۲۰۱۸ء،ص:۲۳۶]

حضرت مفتی محمد افضال رضوی، مرکزی دارالافتا بریلی شریف لکھتے ہیں:

’راقم یعنی میں نے عرب شریف یعنی جدہ، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں حضور تاج الشریعہ کی جو عزت و عظمت اور احترام و پذیرائی دیکھی، وہ شاید ہی کسی خوش قسمت کو میسر ہو۔ جدہ میں عالی جناب طارق حسن صاحب، جو حضور تاج الشریعہ کے چہیتے مرید و خلیفہ ہیں اور وہ مرشد کی محبت میں فنائیت کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان کے مکان پر حضور تاج الشریعہ کا قیام تھا۔ دوران قیام عرب کے لیے بے شمار شیوخ کو حضور کے پاس بغرض ملاقات آتے جاتے دیکھا۔ مگر آنے اور جانے مین غیر معمولی تبدیلی محسوس ہوتی۔ ملاقات کے لیے آنے والا بڑی شان و شوکت اور علمی طمطراق کے ساتھ آتا۔ آپ کی بافیض صحبت میں بیٹھتا۔ ہم کلام ہوتا۔ پھر وقت رخصت آنے والی آن بان نہیں، غلامانہ انداز ہوتا‘۔[ماہنامہ’سنی دنیا‘بریلی شریف کا’نقوش تاج الشریعہ‘۲۰۱۸ء،ص:۲۳۸]

حضرت مفتی محمد افضال رضوی، مرکزی دارالافتا بریلی شریف لکھتے ہیں:

’حضور تاج الشریعہ ملک شام تشریف لے گئے۔ وہاں کی محافل کی ایک ریت ہے کہ مہمان خصوصی کو ممتاز جگہ پر بیٹھایا جاتا ہے۔ حضور تاج الشریعہ اس محفل میں پیلا عمامہ باندھے تھے اور دیگر مدعو علمائے کرام کو مہمان خصوصی کے سامنے کرسیوں پر بیٹھایا جاتا ہے۔ پھر باری باری سب کو مائک پر بلایا جاتا ہے۔ ہر عالم مہمان خاص کے لیے تحسینی یا تنقیدی بات کہہ کر اپنی نشست پر جلوہ فرما ہو جاتا ہے۔ اسی اثنا میں ایک شامی بزرگ تشریف لائے۔ حضور تاج الشریعہ کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے رہے۔ پھر حضور تاج الشریعہ کے قریب گئے۔ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھے۔ قدموں کو بوسہ دیا۔ پھر مصافحہ کر کے اپنی نشست پر بیٹھے اور اشک بار آنکھوں سے حضور کا دیدار کرنے لگے۔ ان کی باری پر تاثرات پیش کرنے کے لیے جب ان کو مائک پر پیش کیا گیا، تو روتے ہوئے گویا ہوئے:

’میں نے حدیث شریف میں پڑھا ہے کہ غزوۂ بدر میں حضرت جبرئیل انسانی شکل میں پیلا

عمامہ باندھے تشریف لائے تھے،تو سوچ رہا ہوں کہ وہ کیسے لگ رہے ہوں گے۔آج جب امام احمد رضا ہندی علیہ الرحمہ کے پرپوتے کو پیلے عمامہ میں دیکھا،تو بے ساختہ دل نے گواہی دی کہ امام اختر رضا ہندی اتنے خوب صورت لگ رہے ہیں،تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کتنے خوب صورت اور حسین لگ رہے ہوں گے‘۔[ماہنامہ ’سنی دنیا‘ بریلی شریف کا ’نقوش تاج الشریعہ‘۲۰۱۸ء،ص:۲۳۸]

حضرت مفتی محمد افضال رضوی،مرکزی دارالافتا بریلی شریف لکھتے ہیں:

’بڑے بڑے صاحبان علم و فضل،جن کا اپنا علمی قد خود اطمینان سے باتیں کرتا ہے،وہ بھی تاج الشریعہ کو اپنا مقتدا اور پیشوا کہتے ہیں۔ایک بار حضور تاج الشریعہ نے خطیب دمشق کو اپنا عربی کلام سنایا۔جس کا مطلع و مقطع یہ ہے:

اللہ اللہ اللہ   مالی رب الاھو

ھٰذا اختر ادنا کم   ربی احسن مثواہ

حضور تاج الشریعہ پرسوز انداز میں پڑھ رہے تھے اور خطیب دمشق والہانہ انداز میں سن رہے تھے۔مقطع سنتے ہی خطیب صاحب بے خود ہو کر پکار اٹھے:’اختر ناسیدنا وابن سیدنا‘۔ہمارے اختر ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار کے لخت جگر ہیں‘۔[ماہنامہ ’سنی دنیا‘ بریلی شریف کا ’نقوش تاج الشریعہ‘۲۰۱۸ء،ص:۲۳۸]

حضرت علامہ محمد حبیب اللہ مصباحی،دارالعلوم فضل رحمانیہ پچپھیڑ وا بلرام پور لکھتے ہیں:

’اسی طرح حج و عمرہ میں دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ حضرت تاج الشریعہ جب حج و عمرہ کے لیے جاتے،تو حرمین طیبین شرفہما اللہ میں بھی آپ کو وہی مقبولیت رہتی تھی،وہاں بھی لوگوں کی بھیڑ لگی رہتی تھی اور جب خانہ کعبہ کا طواف کرتے،تو مطاف مین لوگ آپ کے ساتھ ہالہ بنا کر طواف کرتے۔تاکہ آپ پر بھیڑ کی کوئی آنچ نہ آنے پائے۔آپ جب طواف کرتے،تو سب کی نظریں آپ پر ہوتیں اور سب آپ کو مسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے اور رشک کرتے۔اسی طرح منی،مزدلفہ وعرفات میں جب آپ وقوف فرماتے،جب کہ وہ مقام ایسا ہے کہ جہاں بادشاہان وقت بھی ایسے گم ہو جاتے،جیسے ہیں ہی نہیں،وہاں بھی آپ کی شان بہت نمایاں اور ممتاز رہتی تھی۔الحاصل اللہ رب العزت

جل جلالہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل میں آپ کو اس دنیائے فانی میں بھی ایسی شہرت ومقبولیت عطا فرمائی تھی کہ کسی اور کے لیے نہ آنکھوں نے دیکھا اور نہ کانوں نے کبھی سنا'۔
[ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ' ۲۰۱۸ء، ص: ۴۵۲]

حضرت مولانا ساجد علی رضوی مصباحی، دارالعلوم غوثیہ ضیاء القرآن، کرلا، ممبئی لکھتے ہیں:

'سفر حرمین کے دوران حضرت کا قیام جدہ میں تھا۔ باتھ روم میں پھسلن تھی۔ حضرت جب اندر تشریف لے گئے، پاؤں پھسل گیا۔ جس کے سبب اٹھنے، بیٹھنے اور حرکت کرنے سے درد کا صاف پتا چلتا تھا۔ مگر اس قدر احساس تکلیف کے باوصف نماز کھڑے ہو کر ہی ادا کرتے۔ خدام نے عرض کیا: 'حضور! نماز بیٹھ کر ہی ادا فرمالیں'۔ مگر آپ نے اسے قبول نہ کیا اور نماز مکمل کھڑے ہو کر ادا کرتے رہے۔ اس شدت تکلیف کے سبب اگر نوافل ترک دیتے، تو حرج نہ تھا، مگر اس دوران نوافل بھی پابندی سے ادا کرتے رہے'۔ [ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ' ۲۰۱۸ء، ص: ۵۱۸]

حضرت علامہ محمد عبدالمصطفیٰ حشمتی، سربراہ دارالعلوم مخدومیہ، ردولی شریف لکھتے ہیں:

'دبئی میں ایک شخص، جو سونے کا بہت بڑا تاجر ہے، سیکڑوں لوگ اس کے یہاں کام کرتے ہیں۔ بلاشبہ وہ تاجر کھرب پتی ہے۔ اسے تاج الشریعہ رحمہ اللہ سے مرید ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ دبئی کے قیام کے دوران وہ حضور تاج الشریعہ سے ملاقات کے لیے آیا۔ کسی معتبر شخص نے حضرت کو بتادیا تھا کہ اس تاجر کے یہاں تراویح کی امامت کوئی وہابی یا دیوبندی کرتا ہے۔ اتنا سننا تھا کہ تاج الشریعہ کا جلال نہ پوچھیے۔ اس شخص سے مصافحہ نہیں کیا اور بہت سخت سست کہا۔ آخر کار اس نے معذرت کی اور توبہ کیا اور عذر پیش کرتے ہوئے کہا کہ 'ہمیں اس بابت علم نہیں۔ کیوں کہ ہماری کمپنی میں سیکڑوں لوگ کام کرتے ہیں اور یہ بھی علم نہ ہوسکا کہ کون امامت کرتا ہے۔ بہر حال آئندہ ایسا نہیں ہوگا'۔ پھر اس نے سب کے سامنے توبہ واستغفار کیا۔ پھر تاج الشریعہ رحمہ اللہ نے اسے نرمی سے سمجھاتے ہوئے عقائد وہابیہ بتائے اور مسائل شرعیہ سے آگاہ فرمایا۔ وہ شخص سرتاپا عجز وانکساری کا مجسمہ بنا رہا۔ پھر موقع پاکر اس نے عرض کیا کہ:

'حضور! غریب خانے پر تشریف لے چلیں'، تو حضرت نے جانے سے صاف انکار کردیا اور

فرمایا کہ:'اس بار میں نہیں جا سکتا۔البتہ اگر تم اپنی توبہ پر قائم رہو گے،تو آئندہ سفر میں چلوں گا'۔
[ماہنامہ'سنی دنیا'بریلی شریف کا'نقوش تاج الشریعہ'۲۰۱۸ء،ص:۲۲۱]

حضرت علامہ محمد عبد المصطفیٰ حشمتی ،سربراہ دار العلوم مخدومیہ،رودولی شریف آگے لکھتے ہیں:

'اسی طرح دبئی میں گولڈ مارکیٹ کے قریب ایک مسجد،جس میں قاری غلام رسول صاحب امام تھے اور ایک بار وہاں کے لوگوں کی دعوت پر جمعہ کی امامت کے لیے حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ تشریف لے گئے۔اس مسجد میں ہمیشہ جمعہ کی نماز مصلیوں کی کثرت کی وجہ سے مائک پر ادا کی جاتی تھی۔حضور تاج الشریعہ نے بغیر مائک کے مکبرین کے ذریعہ امامت فرمائی اور لوگوں کے چوں چرا اور ہنگامہ آرائی کی بالکل پرواہ نہ کی۔یہ بھی حضور تاج الشریعہ کے زہد وورع اور استقامت وعزیمت کا بہترین نمونہ ہے'۔[ماہنامہ'سنی دنیا'بریلی شریف کا'نقوش تاج الشریعہ'۲۰۱۸ء،ص:۲۲۱]

حضرت علامہ محمد حبیب اللہ مصباحی،دار العلوم فضل رحمانیہ پچپھیڑوا بلرام پور لکھتے ہیں:

'اسی طرح حج وعمرہ میں دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ حضرت تاج الشریعہ جب حج وعمرہ کے لیے جاتے،تو حرمین طیبین شرفہما اللہ میں بھی آپ کو وہی مقبولیت رہتی تھی،وہاں بھی لوگوں کی بھیڑ لگی رہتی تھی اور جب خانہ کعبہ کا طواف کرتے،تو مطاف مین لوگ آپ کے ساتھ ہالہ بنا کر طواف کرتے۔تاکہ آپ پر بھیڑ کی کوئی آنچ نہ آنے پائے۔آپ جب طواف کرتے،تو سب کی نظریں آپ پر ہوتیں اور سب آپ کو مسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے اور رشک کرتے۔اسی طرح منیٰ،مزدلفہ وعرفات میں جب آپ وقوف فرماتے،جب کہ وہ مقام ایسا ہے کہ جہاں بادشاہان وقت بھی ایسے گم ہو جاتے،جیسے ہیں ہی نہیں،وہاں بھی آپ کی شان بہت نمایاں اور ممتاز رہتی تھی۔الحاصل اللہ رب العزت جل جلالہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل میں آپ کو اس دنیائے فانی میں بھی ایسی شہرت ومقبولیت عطا فرمائی تھی کہ کسی اور کے لیے نہ آنکھوں نے دیکھا اور نہ کانوں نے کبھی سنا'۔[ماہنامہ'سنی دنیا'بریلی شریف کا'نقوش تاج الشریعہ'۲۰۱۸ء،ص:۴۵۲]

حضرت علامہ رضوان احمد نوری شریفی،جامعہ برکاتیہ گھوسی لکھتے ہیں:

'بخاری شریف کی روایت سے یہ ثابت ہے کہ ابولہب نے اپنی لونڈی'ثوبیہ'کو اس لیے آزاد

کردیا کہ اس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوش خبری دی تھی۔ جس کی وجہ دوشنبہ کو اس کے عذاب میں کچھ تخفیف ہو جاتی ہے۔ بخاری کی اس روایت کے منکر سے مدینہ منورہ میں ۱۸؍ذی الحجہ ۱۴۳۱ھ کو بالمشافہ عربی زبان میں گفتگو فرماتے ہوئے دلائل کی روشنی میں اس روایت کا صحیح ہونا ثابت فرمایا۔ اس کے بعد ان دلائل کو کتاب کی شکل دے دی۔ تا کہ اس کا نفع عام ہو جائے۔ [ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف کا نقوش تاج الشریعہ ۲۰۱۸ء، ص:۵۲۵]

☆......حضرت مفتی محمد اسلم رضا میمن شیوانی تحسینی، دارالافتا ابوظہبی عرب امارات لکھتے ہیں:

'چند بار ابوظہبی، عرب امارات میں ہمارے غریب خانے پر قدم رنجا فرمایا۔ تب میں نے اپنے بیٹے مصطفی رضا کی آپ سے تحنیک کرائی۔ الحمد للہ! میرے پانچوں بچے حضور تاج الشریعہ کے مرید ہیں اور ان سب کے لیے حضرت نے تحریری سند و اجازت حدیث شریف بھی عنایت فرمائی ہے۔' [ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف کا نقوش تاج الشریعہ ۲۰۱۸ء، ص:۷۲۹]

☆ ☆ ☆